طریقتِ توحیدیہ



حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری
بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ

سلسلہ عالیہ توحیدیہ
مرکز تعمیر ملت جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

طریقت توحیدیہ

(ہدایت نامہ برائے مریدان سلسلہ عالیہ توحیدیہ)

مصنف

خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ناشر: مکتبہ توحیدیہ

مرکز تعمیر ملت جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

نام کتاب: طریقت توحیدیہ

مصنف: خواجہ عبدالحکیم انصاری
بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ناشر: مکتبہ توحیدیہ
مرکز تعمیر ملت جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔
فون: 055-3862835
موبائل: 0344-9000042

سن اشاعت: فروری 2014

قیمت: -/100 روپے

فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(1)

تعارف وتعلیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ اَمَّا بَعدُ!

جن لوگوں نے تاریخ تصوف کی دو چار کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ابتدائے تصوف سے آج تک بہت سے صوفیائے کرام نے اپنے اپنے زمانے میں سلوک کے پرانے قاعدوں اور طریقوں میں کسی قدر ترمیم وتجدید کے بعد ایک نیا طریقہ ایجاد کیا اور اس کا نام بھی نیا رکھا۔ مثلاً: محاسبی، قصاری، طیفوری، جنیدی، ثوری، سہلی، حکمی، خرازی، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مولویہ، رفاعیہ، شاذلیہ، شطاریہ، فارسیہ، عربیہ، اکبریہ، کبرویہ، نظامیہ، صابریہ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقے پیدا ہوئے، جن کا نام یہاں لکھنا باعثِ طوالت ہوگا۔ ان میں سے بہت سے طریقے اب بھی موجود ہیں۔ اور بہت سے مرور ایام کے ساتھ کتم عدم میں غائب ہوگئے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں نے ایسا کیوں کیا؟ کیوں نہ پرانے اور پہلے طریقوں کو اسی طرح جاری رہنے دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور جیسے جیسے وقت زیادہ گزرتا ہے بہت سی پرانی چیزیں اور باتیں معدوم اور نئی پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ مرور ایام سے بہت سی قومیں تباہ اور نا پید ہو جاتی ہیں، اور بہت سی طاقتور قومیں کمزور اور کمزور قومیں طاقتور بن جاتی ہیں۔ بہت سے پرانے علوم غائب یا بے قدر و قیمت ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے نئے علوم پیدا ہو کر انسانی طبقات میں مقبولیتِ عام حاصل کر لیتے ہیں۔ پُرانے علوم

کے زوال اور نئے علوم کی ترقی کے ساتھ ہی انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اہم تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، معیشت و معاشرت کے طریقے اور اصول تک بدل جاتے ہیں۔ نظریات میں تغیر آ جاتا ہے۔ سوچنے اور فکر کرنے کے انداز میں فرق پڑ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مذہبی عقائد بھی محفوظ نہیں رہتے۔ تصوف بھی مذہب کا ایک جزو لاینفک ہے۔ یہ بھی محفوظ نہیں رہنے پاتا۔ تصوف کے بہت سے اعمال واشغال نئی ذہنیت کے لوگوں کی یا تو تسلی نہیں کر سکتے یا حالاتِ زمانہ کی وجہ سے ناممکن العمل ہو جاتے ہیں۔ یہی وقت ہوتا ہے جب بعض بزرگ توفیق و تائید الٰہی سے تصوف کے پرانے اعمال واشغال میں مناسب تبدیلیاں اور ترمیم و تجدید کر کے ان کو نئے زمانے کی ذہنیت اور مقتضیات کے مطابق بنا لیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ تبدیلیاں صرف فروعات و رسوم میں ہوتی ہیں، اصول ہمیشہ وہی رہتے ہیں۔

تصوف اسلامی کو شروع ہوئے بارہ تیرہ سو برس گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں زمانے کے طور طریقوں اور رسموں میں بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اور موجودہ زمانے میں تو یہ تبدیلیاں اس قدر شدت اور عجلت سے ہو رہی ہیں کہ ہماری قوم کے اَن پڑھ یا معمولی پڑھے لکھے تو رہے ایک طرف، بڑے بڑے علماء کا ذہن بھی ان کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان تبدیلیوں کا مسلمان نوجوانوں پر کیا اور کتنا اثر پڑ رہا ہے۔ طرح طرح کی ماڈرن ایجادوں اور انکشافات نے مسلمانوں خصوصاً انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دماغ کو مسحور کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ قرآن کریم اور احادیث کو نئے علوم کی روشنی میں پرکھنا اور جانچنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے اندھی تقلید اور ایمان بالغیب بے معنی بات ہے۔ وہ ہر بات پر کیوں؟ اور کیا؟ کا جواب چاہتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ نماز سے کیا فائدہ۔ اگر یہ تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے؟ روزے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ اگر پیٹ کو ٹھیک رکھنے کے لئے فاقہ اچھی چیز ہے تو بھی ایک ماہ برابر فاقہ کرتے رہنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ تم جو ہر وقت خدا خدا کرتے

رہتے ہو اس کا کیا نتیجہ؟ یہ خدا کیا چیز ہے؟ اس کی شکل کیسی ہے؟ وہ نظر کیوں نہیں آتا؟ مذہب اسلام اگر سچا ہے تو مسلمانوں پر دوسری قومیں کیوں فائق ہیں؟ اگر تمہارا مذہب دنیوی زندگی میں کامیابی کی راہیں نہیں دکھاتا تو اس سے چمٹے رہنے سے کیا حاصل؟

الغرض یہ اور ایسے کتنے ہی سوال ہیں جو ان انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے دماغ میں اُبھرتے رہتے ہیں اور جب وہ ان کا تسلی بخش جواب نہیں پاتے تو بے دین ہو جاتے ہیں اور جو لوگ راسخ العقیدہ ہونے کی وجہ سے بے دین نہیں ہوتے کم از کم ان کا ایمان متزلزل ضرور ہو جاتا ہے اور وہ تلاشِ حق میں حیران و پریشان اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے اکثر روحانیت کے متلاشی بھی ہوتے ہیں اور تصوف کے چشمہ سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے کے اکثر و بیشتر صوفی اور پیر علوم حاضرہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان متلاشیانِ حق کی تسلی نہیں کر سکتے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ لوگ ہدایت کے مستحق ہیں؟ کیا ان لوگوں کو یونہی بھٹک بھٹک کر کافر اور بے دین ہونے دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ **لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ** یعنی ہر جماعت کے لئے ہادی بھیجے اور پیدا کئے جاتے ہیں۔ تو کیا ہمارے مغربیت زدہ نوجوان اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ کیا ان کے لئے خدا نے اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس جس طرح ہمارے علمائے عظام کا فرض ہے کہ جہاں تک دین و شریعت کا تعلق ہے ہر طرح سے ان کی تسلی کریں۔ ٹھیک اسی طرح ہمارے صوفیائے کرام کا بھی یہ فرض ہے کہ ان بھولے بھٹکے متلاشیانِ حق کو اللہ تعالیٰ کا راستہ بتائیں۔ اسلامی تصوف سے ان کو آشنا کریں۔ ان کے اخلاق کی اصلاح کریں اور نورِ معرفت الٰہی سے ان کے قلوب کو جگمگا دیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمارے علماء اور صوفیاء خود ماڈرن علوم میں کامل دست گاہ پیدا کر کے موجودہ زمانے کے مقتضیات اور موجودہ نسلوں کی ذہنیت سے بہ درجہ کمال واقف نہ ہو جائیں۔ میں چونکہ خود اس مغربیت زدہ طبقے

سے ہوں اور میں نے بھی ایک عرصہ دراز تک سرگرداں و پریشان رہنے اور ہزاروں ٹھوکریں کھانے کے بعد حق کو پایا ہے۔اس لئے میں ان لوگوں کی ذہنیت،نظریات،انداز فکر اور طرز استدلال سے بخوبی واقف ہوں اور ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے ان کی تسلی کر سکتا ہوں۔بنابریں میں نے محسوس کیا کہ ان گم کردہ راہ طالبوں کو راہِ حق دکھانا میرا فرض ہے۔اگر میں نے ایسا نہ کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔پس میں نے بھی پہلے بزرگان سلسلہ کی طرح ایک نئے سلسلے کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام "**سلسلۂ توحیدیہ**" رکھا ہے۔وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ۔

☆☆☆☆☆☆

وجہ تسمیہ

موجودہ زمانے میں جتنے بھی سلسلے ہیں۔ان سبھی میں (**اَلّا ماشاء اللہ**) پیر پرستی اور قبر پرستی اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کو یاد ہی نہیں آتا۔قبروں کو سجدے کرنا،ان سے منتیں ماننا اس قدر عام ہو گیا ہے کہ عوام اس کو گناہ اور شرک تو کیا بُرا بھی نہیں سمجھتے۔زندہ پیروں کی عزت میں اس قدر غلو برتا جاتا ہے کہ نماز کے ادب آداب بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ہزاروں پیر صاحبان اپنے مریدوں سے خود اپنے آپ کو سجدے کراتے ہیں۔اس کا نام انہوں نے سجدہ تعظیمی رکھا ہے اور اس کو جائز قرار دیا ہے۔حالانکہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو جائز نہیں۔

یہ لوگ قبر پرستی اور پیر پوجا میں اس قدر غرق ہو گئے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ تو کیا، رسول اللہ ﷺ بھی شاذ و نادر ہی یاد آتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے بہت زیادہ تو ایسے ہیں جو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نہیں تو اسکے برابر ضرور جانتے ہیں۔آپ کو لاتعداد ایسے مسلمان ملیں گے جو حضور اکرم ﷺ کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا خود رسول اکرم ﷺ کی شکل میں زمین پر اُتر آیا تھا۔حالانکہ

اسلام اوتاریت کے عقیدے کو کفر بتا تا ہے۔

الغرض عقائد ہیں تو توحید کے خلاف، رسوم ہیں تو مشرکانہ، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس سلسلہ کا نام ہی "**توحیدیہ**" رکھوں۔تا کہ سلسلے کے ہر مرید کو ہر وقت یہ بات یادرہے کہ:

"میں بحیثیت ایک سچے مسلمان کے خالص توحید کا ماننے والا ہوں"۔

مگر یادرہے کہ توحید سے ہماری مراد وحدت الوجود ہرگز نہیں ۔ ہماری توحید تو سیدھی سادھی وہ توحید ہے جو قرآن کریم میں بتائی گئی ہے۔

ہمارے عقائد

سلسلہ توحیدیہ کے ارکان کا فرض ہے کہ حسب ذیل عقائد پر ایمان و یقین کامل رکھیں اور اس یقین کو ہمیشہ پختہ سے پختہ تر بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔

1۔ اللہ تعالی ایک ہے یعنی وہ ذات صفات میں ہر لحاظ سے بے مثل اور یکتا و یگانہ ہے۔وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔وہ ہر قسم کے نقص اور خامی سے بَری ہے۔**وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوائے کائنات میں جتنی چیزیں غائب اور ظاہر ہیں، سب اس کی مخلوق ہیں**۔وہ اپنی مخلوق پر ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے جس کو چاہے پیدا کرے، جس کو چاہے مارے ،جس کو چاہے بنائے، جس کو چاہے بگاڑے، جس کو چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت دے، یہ قدرت مخلوق میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

صاحب اختیار لوگ مثلاً حاکمان وقت جو لوگوں کو فائدہ اور نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔یہ طاقت بھی ان کو اللہ تعالی ہی نے دی ہے۔ان کی اپنی ذاتی نہیں ہے اور اسی لئے ہم کو ان کی واجبی عزت اور فرماں برداری کرنی چاہئے۔اسی طرح انبیاء اور اولیاء سے لوگوں کو

جو فائدے پہنچے اور پہنچتے ہیں اور جو معجزے اور کشف و کرامات ان سے ظاہر ہوئیں اور ہوتی رہتی ہیں، یہ سب بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہوئیں اور ہوں گی ۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بزرگ سے کوئی کرامت سرزد ہو تو اس کی طاقت عارضی طور پر اس کو دے دیتا ہے ۔ کرامات وغیرہ کی طاقتیں اولیاء کی ذاتی طاقتیں نہیں ہوتیں ۔ یہ انبیاء اور اولیاء، اللہ تعالیٰ کے خاص اور محبوب و مقرب بندے تھے اور ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے نوع انسان کو ہدایت دیتا ہے ۔ اسی لئے ہم کو ان سب کی عزت اور محبت کرنی چاہئے ۔ اور ان کے متعلق کبھی کوئی برائی دل میں نہ لانی چاہئے ۔

2۔ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور سچے اور آخری رسول اور نبی ہیں ۔ حضور ﷺ ایک مکمل ترین انسان تھے ۔ دنیا میں جتنے انسان اب تک گزرے ہیں، اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے ۔ حضور اقدس ﷺ تمام نیکیوں اور خوبیوں میں ان سے کہیں برتر اور افضل تھے ۔ حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں اور حضور ﷺ کا اخلاق تمام نقائص سے بالکل پاک تھا ۔

3۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی سچی الہامی کتاب ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ۔ یہ آج تک ایک زیر و زبر کی تبدیلی کے بغیر اسی طرح باقی ہے ۔

4۔ قرآن کریم میں جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے ان کو خوشی اور تندہی سے کرنا اور جن کو نہ کرنے کا حکم ہے ان کو نہ کرنا ہی عین اسلام ہے ۔

5۔ جنت، دوزخ، فرشتے، عذاب قبر، قیامت اور حیات بعد الموت برحق ہیں ۔

6۔ ایصالِ ثواب کا عقیدہ صحیح ہے مگر مردوں سے منتیں ماننا شرک ہے ۔ ایصال ثواب یہ ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کی تلاوت کریں یا کھانا یا کپڑا کسی غریب کو دیں یا کوئی اور نیکی کریں تو ان باتوں سے ہم کو جو ثواب ہوگا ۔ وہ ثواب ہم رسول اللہ ﷺ کی روح کو پہنچا کر

حضورﷺ کی روح مبارک کے توسل سے کسی مردہ کی روح کو بخش سکتے ہیں۔لیکن کھانے، کپڑے وغیرہ کے لئے ضروری ہے کہ غریبوں اور بھوکوں کو دیا جائے۔اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تھوڑا سا خود بھی کھالیا جائے۔

7۔ مردہ بزرگ ہماری تقدیر کو بدل نہیں سکتے لیکن ہم ان سے روحانی فیض حاصل کر سکتے ہیں۔روحانی فیض ایک برقی طاقت ہے جو کسی مردہ بزرگ کی روح سے ہمارے قلب پر وارد ہوتی ہے۔اس کی اصل کیفیت صرف تجربہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

تصوّف

تصوف کی کتابیں میں تصوف کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں لیکن جامع اور مکمل تعریف یہ ہے کہ تصوف ایک ایسا علم ہے جس میں ان غیبی طاقتوں اور چیزوں کی معرفت اور علم حاصل کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔جن پر ایمان و یقین رکھنا تمام آسمانی مذاہب کی اساس و بنیاد ہے۔مثلاً: اللہ تعالی، فرشتے، جنت و دوزخ، الہامی کتابیں، قیامت اور حیات بعدالموت وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالی، فرشتوں اور جنت، دوزخ وغیرہ کی ماہیت اور حقیقت نہ تو حواسِ ظاہر سے متحقق و معلوم ہو سکتی ہے نہ عقل ہی سے اچھی طرح اور یقینی طور پر سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن باوجود ازیں اللہ تعالی نے پیغمبروں کے ذریعے کچھ طریقے ایسے بتائے ہیں جن پر عمل کرنے سے ان تمام قوتوں اور چیزوں کا علم و عرفان حاصل ہو جاتا ہے، اس تمام علم کو مجموعی طور پر تصوف کہتے ہیں۔اور ان طریقوں اور قاعدوں پر عمل کرنا سلوک کہلاتا ہے۔ہر سلسلہ جو کبھی جاری ہوا یا اب موجود ہے، اپنے مُریدوں کو یہی طریقے سکھلاتا اور بتاتا ہے۔یہی پیری مریدی ہے اور صرف ان قوتوں اور چیزوں کا علم حاصل کرنے کے لئے ہی مُرید ہونا چاہئے۔

دینوی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے مرید ہونا بیکار ہے کیونکہ کسی ولی یا پیر میں یہ طاقت ہرگز نہیں ہوتی کہ وہ مفلسوں کو مال دار بنا دے، بیماروں کو تندرست کر دے۔ بے اولادوں کو اولاد عطا فرما دے۔ مقدمے جتا دے یا امتحانوں میں کامیاب کرا دے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ پیر یا ولی، اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا کرتے ہیں اور وہ منظور کر لے تو واقعی سب کام ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اب ہم اپنے سلسلے کی تعلیم اور اس کے آداب بیان کرتے ہیں۔

تعلیم اور ابتدائی آداب سلوک

سلوک کی تعلیم پر عمل کرنے سے پہلے تین باتوں کی سخت ضرورت ہے۔ **اول** طلب، **دوم** خلوص، **سوم** بیعت۔ طلب یہ ہے کہ انسان کو چلتے پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا راستہ معلوم کرنے کی اس قدر سخت خواہش ہو کہ نہ کھانا کھایا جائے، نہ پانی پیا جائے، نہ نیند آئے، نہ کسی کام میں دل لگے، ہر وقت یہی جی چاہتا رہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا جمال روح پر نظر آئے۔ اس کی قربت محسوس ہو، اس کی معرفت میسر آئے۔ پھر اس طلب کو پورا کرنے کے لئے طالب دردر مارا مارا پھرے۔ جہاں کسی بزرگ کا پتہ چلے وہیں پہنچے۔ کچھ دن اس کی خدمت کرے اور صحبت میں بیٹھے۔ اس کی زندگی اور اس کے اخلاق کا مطالعہ کرے۔ اس کی باتیں سنے اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد جب کسی بزرگ سے عقیدت ہو جائے تو پھر اس سے بیعت کرے۔

خلوص یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کے لئے ہرگز بیعت نہ ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ کا راستہ معلوم کرنے کی غرض سے بیعت ہو۔ اگر بیعت ہوتے وقت دل میں یہ بات ہو کہ بیعت ہونے سے میری دنیا سدھر جائے گی یا میں بہت بڑا پیر بن کر مزے کروں گا تو یہ منافقت ہے

خلوص نہیں ہے ۔ایسا آدمی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

بیعت کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد اس طالب کو دو رکعت نماز نفل توبہ کے پڑھنے کا حکم دے، نفل پڑھنے کے بعد طالب سجدے میں جا کر اپنے پچھلے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عہد کرلے پھر مرشد کے سامنے دوزانو بیٹھ کر اٰمَنْتُ بِاللّٰه .... عربی میں پڑھے ۔پھر اس کا ترجمہ اپنی زبان میں اس طرح بآواز بلند بیان کرے۔ میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اس بات پر کہ نیکی اور بدی کے تمام اندازے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں اور حیات بعد الموت پر جب کہ مجھے ان اعمال کی جزا اور سزا ملے گی ۔جو میں نے اس زندگی میں کئے ہیں ۔اس کے بعد مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہے کہ:

''میں آپ کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ تمام کبیرہ گناہوں سے بچوں گا اور صغیرہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کروں گا۔ میں ہمیشہ پاک صاف رہوں گا۔ نماز باقاعدہ پڑھوں گا۔ روزے رکھوں گا اگر روپیہ ہوا تو زکوٰۃ دوں گا اور حج کروں گا اور ضرورت پڑی تو جہاد بھی کروں گا۔آپ کے سلسلے کے تمام آداب وقواعد کی پابندی کروں گا۔ اور آپ کا ہر حکم بے چون و چرا مانوں گا۔ان تمام باتوں کے لئے میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر آپ کی مدد کا طالب ہوں اور آپ کے ہاتھ بیعت کرتا ہوں''

اس کے بعد مرشد کہے گا کہ:

''میں اللہ تعالیٰ کے واسطے تمہاری بیعت قبول کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو کامیاب فرمائے اور ثابت قدم رکھے'' **آمین!**

پھر مرشد کو چاہیئے کہ ایک گلاس میں پانی لے کر اس میں سے ایک دو گھونٹ پئے اور پھر توجہ کر کے مرید کو پلادے۔اگر شیرینی وغیرہ ہو تو حاضرین میں تقسیم کر دی جائے ۔نہ ہو تو

کوئی ضروری بات نہیں ہے۔

ہم نے اس غرض سے بیعت نامہ با قاعدہ چھپوایا ہے۔ ہر مرید کو اس کی دو نقلیں دی جائیں وہ ان میں سے ایک پر اپنے دستخط کر کے واپس کر دے جو ریکارڈ میں رہے گی اور دوسری خود رکھ لے اور وقتاً فوقتاً اس کو پڑھا کرے حتیٰ کہ اس کو یاد ہو جائے کہ میں کس غرض سے بیعت ہوا ہوں اور مجھ کو کیا کرنا ہے۔ اس بیعت نامہ کی نقل اس کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔

بیعت کے آخری فقرے:

"میں آپ کا ہر حکم بے چون و چرا مانوں گا"

پر اکثر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ عہد صرف ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ بغیر ڈسپلن کوئی جماعت بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تصوف اور سلوک چونکہ کوائف اور غیبی حقائق سے متعلق ہیں اور یہ دونوں چیزیں زبانی اور لفظی طور پر ہرگز بیان نہیں ہوسکتیں اور مرید طرح طرح کے سوال کر کے شیخ کو پریشان کر دیتے ہیں۔ اس لئے شیخ کو اس کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ ان سے کہہ دے کہ جو کچھ حکم دیا جاتا ہے خاموشی سے اس پر عمل کرتے رہو زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیعت کے بعد جن باتوں کی فوراً ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

1۔ طاعت:

بیعت ہوتے ہی انسان کی زندگی بدل جاتی ہے اور وہ بالکل دوسرا جنم لے لیتا ہے اور نیا انسان بن جاتا ہے۔ (بشرطیکہ وہ سچا طالب ہو) اس نئی زندگی میں اس کو کامیابی اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ وہ لفظاً لفظاً شیخ کا ہر حکم بے چون و چرا مانے۔ جو جس قدر زیادہ خلوص سے حکم مانتا ہے اتنا ہی جلدی کامیاب ہوتا ہے اور اتنے ہی زیادہ بلند مراتب تک پہنچتا ہے۔ اس لئے بیعت کے بعد سب سے پہلی چیز جو اختیار کرنی چاہئے وہ طاعت ہے۔

2۔ محبت:

طاعت کے بعد دوسری چیز جو ضروری ہے وہ شیخ سے محبت ہے۔ ہر مرید کو بیعت ہونے کے بعد شیخ سے محبت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے یہ محبت اس حد تک بڑھ جانی چاہئے کہ خدا اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ محبت شیخ سے پیدا ہو جائے۔ محبت کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ مرید میں شیخ کی طاعت کا جذبہ عملی طور پر بدرجہ اُولیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو آدمی شیخ کی محبت کا تو دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ اس کو شیخ سے ہرگز محبت نہیں ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔

3۔ ثابت قدمی:

طاعت اور محبت کے بعد تیسری چیز ثابت قدمی ہے۔ ثابت قدمی مشتمل ہے دو باتوں پر۔ **پہلی بات** یہ ہے کہ شیخ نے تم کو دین یا دنیا کے بارے میں جو ہدایات کی ہیں ان پر استقلال کے ساتھ عمل کرتے رہو اگر کچھ عرصہ تک عمل کرنے کے بعد بھی نتائج حسب دل خواہ پیدا نہ ہوں تب بھی ہمت نہ ہارو۔ عمل کئے جاؤ۔ حقیقت یہ ہے کہ راہ سلوک میں ترقی کا جلدی ہو جانا یا دیر میں ہونا شیخ کے اوپر ہرگز منحصر نہیں ہے بلکہ تمہاری اپنی سرشت اور ذہنی و روحانی بناوٹ پر منحصر ہے۔ کسی آدمی میں طالب بننے یا بیعت ہونے کے فوراً ہی بعد روحانی آثار پیدا ہونے لگتے ہیں اور کسی میں دیر میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان آثار کا جلدی پیدا کر دینا شیخ کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے وہ جب چاہے کسی کو نوازدے۔ اس لئے جن لوگوں میں روحانی آثار جلدی پیدا نہ ہوں ان کو گھبرانا اور مایوس نہیں ہونا چاہئے کام میں لگے رہنا چاہئے۔ ہاں یہ بات بہ یقین کہی جا سکتی ہے کہ جن لوگوں میں روحانی آثار دیر میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز گھاٹے میں نہیں رہتے بلکہ بہ مصداق دیر آید درست آید وہ آخر میں ان لوگوں سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں جن میں آثار روحانی جلدی پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح شیخ دنیاوی امور کے متعلق جو حکم وہدایات یا مشورہ دے اس پر بھی مستقل مزاجی سے عمل کرنا چاہئے۔ اکثر مرید یہ خیال کرتے ہیں کہ شیخ کو ان کے نجی اور پرائیویٹ معاملات میں حکم وہدایت دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ ہر مرید کو اس بات پر یقین رکھنا چاہئے کہ جس طرح شیخ دین اور روحانیت کے معاملے میں اس کی رہنمائی کرسکتا ہے اسی طرح دینوی امور کو بھی اس سے کہیں زیادہ اچھا سمجھتا ہے اور صحیح مشورہ دے سکتا ہے۔ شیخ کے مشورے پر عمل کرنے سے انشاءاللہ سوائے فائدے کے نقصان نہیں ہوگا۔ یاد رکھئے کہ دنیوی امور کا تعلق سراسر اخلاق سے ہوتا ہے اور اخلاق کا تزکیہ کرنا اور اعلیٰ کردار پیدا کرنا بھی تصوف کا ایک مقصد ہے۔ شیخ اخلاقی اصولوں سے جس قدر واقف ہوتا ہے، مرید نہیں ہوسکتے۔ اس لئے دنیوی امور میں بھی شیخ کا حکم اسی طرح ماننا چاہئے جس طرح روحانیت کے معاملات میں۔

دوسری بات جس پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے شیخ سے عقیدت کی پختگی ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر شیخ کی طرف سے عقیدہ میں ذرہ برابر بھی کمی آگئی تو سارا کام خراب ہوجائے گا۔ شیخ کی طرف سے کبھی کسی قسم کی بدگمانی دل میں ہرگز نہ آنے دو۔ اگر کوئی بات شیخ سے ایسی سرزد ہو جو تمہاری رائے میں مناسب نہیں تو تنہائی میں صاف صاف طور پر شیخ سے پوچھ لو۔ مگر یہ بات چیت ادب سے بطور استفہام ہونی چاہئے۔ بحث ہرگز نہ کرو۔ عقیدے میں کمی آجانے سے روحانی نسبت ٹوٹ جاتی ہے۔ فیض ملنا بند ہوجاتا ہے اور اکثر اوقات دنیا بھی خراب ہو جاتی ہے۔

اوپر جو تین خاص باتیں بتائی گئی ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور جو آداب سلوک کہلاتی ہیں وہ باتیں یہ ہیں۔

4۔ آدابِ سلوک:

1۔ مرید ہو جانے کے بعد اپنے شیخ کو دنیا کے تمام بزرگوں سے افضل جانو اور کسی دوسرے فقیر یا بزرگ سے ہرگز نہ ملو۔ اس سے بہت سخت نقصان ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہر کامل بزرگ کا ایک خاص روحانی رنگ ہوتا ہے۔ جب تک تمہاری روح میں وہ رنگ پختہ نہ ہو جائے کسی دوسرے بزرگ کے پاس جانے اور اس سے فیض لینے سے اپنے سلسلے کا رنگ خالص نہ رہے گا دوغلہ ہو جائے گا اور تم نہ ادھر کے رہو گے اور نہ اُدھر کے۔ اس لئے **یك در گیـــــــر ومحکم گیر** کے اصول پر عمل کرنا چاہئے۔

تم خواہ کتنے ہی عالم و فاضل ہو اور دنیا کا کتنا ہی تجربہ رکھتے ہو کسی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو شیخ سے افضل نہ سمجھو ورنہ کامیابی ناممکن ہے۔ تم کو معلوم ہو گا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کتنے بڑے عالم اجل تھے لیکن جب تک انہوں نے اپنے کتابی علم کو فراموش کر کے حضرت شمس تبریزؒ کی غلامی کا حلقہ اپنے کان میں نہ ڈالا۔ سلوک و تصوف میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شُد

2۔ شیخ کی عزت و احترام کو ہر وقت ملحوظ رکھو خواہ وہ موجود ہو یا نہ ہو۔ شیخ کی اولاد اور اس کے رشتہ داروں سے بھی عزت سے پیش آؤ۔ اگر تمہارے سامنے کوئی آدمی تمہارے شیخ کی برائی کرے تو اس آدمی سے بحث و مباحثہ نہ کرو۔ اس سے کہہ دو کہ ہم اپنے شیخ کے خلاف کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس جگہ سے چل دو۔ بات کو طول نہ دو۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جو لوگ اپنے شیخ سے پوری طرح فیض یاب ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان پر ثابت بھی ہو جاتا ہے کہ ان کا شیخ واقعی کامل اور سچا بزرگ ہے۔ ان کے سامنے بھی کوئی راہ چلتا

بازاری آدمی شیخ کی برائی کرے تو سن کر اس پر یقین کر لیتے ہیں اور شیخ سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ آخر میں بہت خسارہ میں رہتے ہیں۔ ان کا دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

3۔ شیخ جس جگہ بیٹھا ہو وہاں آتے ہی السلام علیکم کہو۔ آواز بہت بلند ہو، نہ اس قدر نیچی کہ سنائی نہ دے۔ اس کے بعد اگر شیخ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو مصافحہ کرو ورنہ جہاں جگہ ہو وہاں خوب کھل کر آرام سے بیٹھ جاؤ۔ رسول اکرم ﷺ اپنی مجلس کے لئے بھی یہی حکم فرماتے تھے کہ خوب کھل کر بیٹھا کرو۔ اگر بہت سے آدمی بہ یک وقت آجائیں اور بیٹھنے کے لئے کافی جگہ نہ ہو تو جو لوگ پہلے سے بیٹھے ہوں ان کو چاہئے کہ اُٹھ کر چلے جائیں اور نئے آنے والوں کے لئے جگہ خالی کر دیں۔

4۔ اگر تم پہلے سے بیٹھے ہو اور شیخ بعد میں آئے تو اس کی تعظیم کے لئے ہرگز کھڑے نہ ہو بلکہ سنبھل کر ادب سے بیٹھ جاؤ۔ قیام تعظیمی کے لئے رسول اکرم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی یہ آرزو کرے گا کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھ لینا چاہئے۔

دوسری حدیث! حضرت ابو امامہؓ سے ابوداؤد میں مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک لکڑی کے سہارے (ضعف کی وجہ سے) گھر سے باہر نکلے تو ہم سب مسلمان آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آئندہ میری تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہونا۔ اس طرح تو اہلِ عجم ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں۔

تیسری حدیث! حضرت انسؓ سے ابوداؤد میں روایت ہے کہ تمام مسلمانوں کی نظر میں حضور ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود جب مسلمان حضور ﷺ کو دیکھتے تو

کوئی آپ کی تعظیم کو کھڑا نہ ہوتا ۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ قیام تعظیمی سے کراہت فرماتے ہیں۔

تنبیہ! غور کا مقام ہے کہ جب حضور ﷺ قیام تعظیمی کی اجازت بھی نہ دیتے تھے تو بعض سلسلوں میں جو مرید اپنے شیخ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کو سجدہ تعظیمی کا نام دے کر اپنے صریح شرک کو چھپانا چاہتے ہیں ان کا یہ فعل کس طرح جائز ہوسکتا ہے ۔

5۔ شیخ کی مجلس میں دوزانو یا چارزانو بیٹھنا چاہئے۔ نیم زانو بھی بیٹھ سکتے ہیں لیکن اکڑوں بیٹھنا اچھا نہیں اور مجلس میں لیٹ جانا تو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اگر تم کو مجلس میں بیٹھے بیٹھے بہت دیر ہوجائے اور تم تھک جاؤ تو باہر کہیں الگ جا کر آرام کرلینا چاہئے۔

6۔ شیخ سے معانقہ کرنا اور اس کے ہاتھ چومنا جائز ہے۔ لیکن موقعہ محل دیکھ کر ایسا کرنا چاہئے ۔ جب آدمی بہت زیادہ ہوں اور بھیڑ ہو تو اس کا ہاتھ چومنا اور معانقہ کرنا مناسب نہیں ۔ کیونکہ اس سے شیخ کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کے کوائف میں فرق آجاتا ہے۔ پاؤں تو ہرگز نہیں چومنے چاہئیں نہ پاؤں کو چھونا چاہئے ۔

7۔ شیخ کو سجدہ ہرگز نہ کرو ۔ یہ بہت بڑا شرک ہے۔ نہ اس کی تعظیم کو اس قدر جھکو کہ رکوع کی شکل پیدا ہو جائے ۔

8۔ مجلس میں داخل ہو کر شیخ کو نذرانہ ہرگز نہ دو جیسا کہ عام رسم ہے ۔ ہدیہ کے طور پر البتہ کچھ دینا چاہو تو تخلیہ میں دینا چاہئے۔

9۔ شیخ کی مجلس میں خاموش بیٹھو۔ آس پاس کے لوگوں سے بھی بات نہ کرو۔ شیخ جب کچھ بول رہا ہو تو غور اور توجہ سے سنو اور یاد رکھنے کی کوشش کرو، شیخ سے کچھ پوچھنا ہو تو ضرور پوچھو لیکن آواز نیچی اور لہجہ مودبانہ ہو۔ اپنی آواز کو شیخ کی آواز سے کبھی اونچا نہ کرو۔ شیخ جو کچھ جواب دے اگر تسلی نہ ہو تو دوبارہ سہ بارہ پوچھ سکتے ہو مگر انداز بحث و مباحثہ کا ہرگز نہ ہو استفہام کا

ہو۔اگر کسی طرح بھی تسلی نہ ہو یا کوئی خفیہ بات پوچھنی ہو تو شیخ سے وقت مقرر کر کے تخلیہ میں پوچھو۔

10۔ شیخ کو مافوق الفطرت نہ سمجھو اور اس سے ایسی باتوں کی درخواست نہ کرو جو صرف خدا کر سکتا ہے دعا کے لئے البتہ درخواست کر سکتے ہو۔

11۔ شیخ کو خط لکھنا ہو تو مختصر لکھو۔فضول عبارت آرائی اور شعر و شاعری سے پرہیز کرو۔صرف مطلب کی بات لکھو اور توفیق ہو تو جواب کے لئے ایک اور لفافہ ساتھ بھیجو جس پر تمہارا پتہ تحریر ہو۔شیخ کو ہر مہینے میں کم از کم ایک خط ضرور لکھو اور اس میں اپنے روحانی کوائف بیان کرو۔دنیاوی معاملات کے بارے میں بھی مشورہ طلب کر سکتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ شیخ سے زیادہ قربت پیدا ہو جائے تو زیادہ خط لکھا کرو۔ یاد رکھو کہ شیخ اپنے ہر مرید کو یاد نہیں رکھ سکتا،جن لوگوں کے خط اکثر آتے رہتے ہیں ان کی طرف شیخ کی توجہ زیادہ رہتی ہے اور ان کو زیادہ فیض پہنچتا ہے۔جو کبھی بھی خط نہیں لکھتے وہ شیخ کی یاد سے اُتر جاتے ہیں،ایسے لوگوں کو صرف عام فیض پہنچتا ہے۔وہ بھی اس صورت میں جب کہ وہ شیخ کی تعلیم پر پوری طرح عمل کر رہے ہوں۔

12۔ شیخ اگر تمہارے ساتھ کبھی سختی سے بات کرے یا خطوں میں زجر و توبیخ کرے تو ہرگز بُرا نہ مانو۔بلکہ یقین رکھو کہ وہ صرف تمہاری اصلاح اور بہتری کے لئے ایسا کر رہا ہے۔وہ نہ تم سے ناراض ہے،نہ تم کو ذلیل کرنا چاہتا ہے،بُرا مانو گے تو فیض بند ہو جائے گا۔اگر شیخ تمہارا کوئی عیب تم پر ظاہر کرے تو یہ ہرگز نہ سمجھو کہ وہ عیب تم میں نہیں ہے۔اس کی بات کا یقین کرو اور غور کرتے رہو۔تم کو معلوم ہو جائے گا کہ شیخ سچ کہتا ہے۔

13۔ شیخ کے ساتھ ہمیشہ رہنے کی خواہش اور کوشش نہ کرو۔ہمیشہ ساتھ رہنے سے اکثر اوقات بجائے فائدے کے نقصان پہنچتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ ہر وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے

شیخ کی عظمت ومحبت کا احساس کم ہو جاتا ہے جو ایک فطری بات ہے۔صحبت سے بے شک بے انتہا فائدہ ہے لیکن صرف اس حالت میں جب کچھ عرصہ ساتھ رہو پھر الگ ہو جاؤ۔اصل فائدہ تو شیخ کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرنے سے ہوا کرتا ہے۔

14۔ شیخ اگر چہ عالم الغیب نہیں ہوتا لیکن سچ جانو کہ وہ تمہاری ہر اس بات سے واقف ہوتا ہے جو تم اس کے احکام کے خلاف کرتے ہو اور جس سے تمہارے سلوک میں خلل پڑتا ہے۔وہ یہ بات تم پر ظاہر نہیں کرتا کہ تمہاری فلاں فلاں غلطیوں سے واقف ہے لیکن اشارے کنایہ سے تم کو سمجھانے اور تمہاری اصلاح کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔اور کبھی کبھی صاف صاف بھی بتا دیتا ہے۔دراصل یہ سب اللہ تعالی کا اپنا انتظام ہے وہ جس مرید پر مہربان ہوتا ہے اس کی حرکات نا شائستہ سے شیخ کو واقف بنا دیتا ہے، جو مرید ذکر اور نماز وغیرہ چھوڑ دیتا ہے یا گناہ کبیرہ کرنے لگتا ہے تو شیخ کو اس کی ان حرکات کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ جب وہ اس مرید کی طرف توجہ کر کے فیض پہنچانا چاہتا ہے تو اس کا قلب رُک جاتا ہے اور بیچ میں کوئی روکاٹ یا دیوار سی حائل ہو جاتی ہے، اس بات سے شیخ سمجھ جاتا ہے کہ مرید نے کوئی نا شائستہ حرکت کی ہے پھر اگر وہ یہ معلوم کرنا چاہے کہ کون سی نا شائستہ حرکت کی ہے تو وہ مراقبہ کرتا ہے اور اللہ تعالی اپنے کرم سے شیخ کو اس مرید کی حرکات نا شائستہ دکھا دیتا ہے۔بعض اوقات شیخ کو مرید کے دلی وسوسوں کا پتہ تک چل جاتا ہے لیکن یہ علم غیب نہیں ہے مکاشفہ ہے۔

15۔ شیخ کسی مرید کے ساتھ خاص محبت سے پیش آئے یا کوئی امتیازی سلوک کرے تو دوسرے مریدوں کو اس بات پر جلنا یا حسد کرنا ہرگز نہیں چاہئے ایسا کرنے سے ان کی روحانی ترقی رُک جائے گی اور ممکن ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے نامراد رہ جائیں۔

16۔ اگر شیخ کسی خاص مرید پر خاص شفقت کی نظر رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہمیشہ خصوصی برتاؤ کرتا ہو تو دوسرے مریدوں کو بھی اپنے اس پیر بھائی کی خاص عزت کرنی چاہئے

اوراس سے محبت بڑھانی چاہئے۔ یادرکھو کہ شیخ کا تعلق تمام مریدوں سے محض اللہ تعالی کے واسطے ہوتا ہے، کسی دنیاوی غرض سے نہیں ہوتا۔اس لئے جولوگ اوروں کی بہ نسبت زیادہ خلوص اور محنت سے اللہ اللہ کرتے ہیں شیخ ہمیشہ انہی کے ساتھ زیادہ خصوصی برتاؤ کرتا ہے۔مختصر یہ کہ مریدوں میں جو جس قدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے شیخ اس کو اتنا ہی زیادہ پیار کرتا ہے۔

17۔ حلقہ اور سلسلہ کے تمام پیر بھائیوں کو آپس میں حد سے زیادہ ارتباط اور محبت سے رہنا چاہئے اور سگے بھائیوں سے بھی زیادہ آپس میں محبت کرنی چاہئے۔اگر کبھی کسی پیر بھائی اور تمہارے کسی خاص رشتہ دار کا مقابلہ آن پڑے تو تم کو اس کا ساتھ دینا چاہئے جو حق پر ہو۔اگر یہ سمجھ میں نہ آئے کہ حق پر کون ہے تو معاملے کو شیخ کے سامنے فیصلے کے لئے پیش کردینا چاہئے اگر خود تمہاری کسی پیر بھائی سے ناچاقی ہوجائے تو بھی شیخ سے رجوع کرو۔

18۔ اہل حلقہ میں جولوگ صاحب توفیق اور صاحب حیثیت ہوں ان کو چاہئے کہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال رکھیں اور حسب توفیق ان کی مدد کرتے رہیں مگر مدد اس قدر خاموشی سے چھپا کر کی جائے کہ کسی دوسرے حتیٰ کہ شیخ سلسلہ کو بھی معلوم نہ ہونے پائے اور افضل ترین بات تو یہ ہے کہ جس کی مدد کررہے ہو خود اس کو بھی معلوم نہ ہونے پائے کہ میری مدد کون کررہا ہے۔

19۔ شیخ سے اپنے پیر بھائیوں کے عیب ہرگز بیان نہ کرو اور اگر تمہارے سامنے کوئی شخص کسی پیر بھائی کا کوئی عیب بیان کرے تو اس کو روک دو اور کہہ دو کہ میں کسی کا عیب سننا نہیں چاہتا۔اگر تم شیخ کے سامنے کسی پیر بھائی کا کوئی عیب اس خیال سے بیان کرنا چاہتے ہو کہ اس کی اصلاح ہوجائے تو تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے۔شیخ کو اپنے تمام مریدوں کی خامیوں اور خطاؤں کا علم ہوتا ہے۔ان کی اصلاح کا وہی ذمہ دار ہے تم بیچ میں پڑ کر گناہ گار نہ ہو۔عیب سننے اور عیب بیان کرنے سے اللہ تعالی اور حضور اکرم ﷺ دونوں نے منع فرمایا ہے۔یہ بہت بڑا گناہ

ہے۔

20۔ اگر شیخ کسی اجتماعی کام کے لئے مدد کا طالب ہو تو دل کھول کر مدد کرو صرف سخاوت اور مروت سے نہیں بلکہ ایثار سے کام لو۔ ایثار ایسی مدد کو کہتے ہیں جو خود ہر قسم کی تکلیف اُٹھا کر دی جائے۔ ابتدائے اسلام میں حضور اکرم ﷺ نے اکثر اپنے صحابیوں سے ایسی مدد مانگی ہے۔

21۔ حلقہ میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس ہدایت کو اچھی طرح یاد رکھو اور سختی سے اس پر عمل کرو۔ کبھی کسی پیر بہن سے میل ملاقات پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ بغیر اشد ضرورت کے کوئی بات چیت نہ کرو۔ نہ خط و کتابت کرو۔ نہ دوسروں کے خطوں میں کسی پیر بہن کو سلام لکھواؤ۔ نہ کسی بہن کو روحانی توجہ دو۔ مختصر یہ کہ پیر بہنوں سے مکمل طور پر بے تعلق رہو۔ ہاں جو پیر بھائی اور پیر بہن آپس میں محرم ہیں ان کو ان سب باتوں کی اجازت ہے۔ محرم وہ مرد اور عورت ہوتے ہیں جن کا نکاح آپس میں حرام ہے۔ مثلاً: باپ بیٹی، ماں بیٹا، سگے بہن بھائی، خالہ بھانجے، ماموں بھانجی، چچا بھتیجی، پھوپی بھتیجے، جہاں یہ رشتے ہوں وہاں جو طاقت رکھتا ہو وہ دوسرے کو توجہ دے سکتا ہے اور حلقے کے ذکر اذکار تلقین کر سکتا ہے۔ ہمارے سلسلے میں ابھی تک صرف ایک دو خواتین ایسی ہیں جو اپنی پیر بہنوں کو روحانی فیض پہنچا کر ان کی ہر طرح کی اصلاح کر سکتی ہیں۔ میری خواہش اور کوشش یہ ہے کہ ایسی عورتوں کی تعداد کافی ہو جائے اور وہ خود حلقے کی تمام عورتوں کو سنبھال لیں۔ اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا فرمائے۔ **آمین**۔ یہی قاعدہ سب عورتوں پر بھی نافذ ہوگا۔ یعنی وہ بھی اپنے کسی نامحرم پیر بھائی سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گی۔

اب عملی سلوک کا بیان کیا جاتا ہے۔

(2)

عملی سلوک

عملی سلوک مشتمل ہے ان آداب وطرق، اوراد واذکار اور اعمال واشغال پر جن کو کرنے سے ایک سالک کو اللہ تعالی کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل ہو سکتی ہے، اس کا قرب میسر آسکتا ہے اور دوسری غیبی چیزوں کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً: فرشتے، دوزخ، جنت، اور مبداء ومعاد اور یہی علم تصوف کا موضوع ومقصد ہے۔ عملی سلوک کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں۔

1۔ ابتدائی آداب 2۔ ذکر وفکر 3۔ مجاہدہ 4۔ تزکیہ اخلاق

ابتدائی آداب بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے اب ہم ذکر وفکر کا بیان کرتے ہیں۔

ذکر وفکر

ذکر ان باتوں پر مشتمل ہے۔

1۔ پاس انفاس 2۔ نفی اثبات 3۔ نماز فرض

4۔ نوافل 5۔ تلاوت قرآن کریم

1۔ پاس انفاس

پاس انفاس یہ ہے کہ ہر سانس جو اندر جائے یا باہر آئے۔ اس سے لفظ **اللہ** کہو۔ اللہ کا لفظ دل سے کہو زبان سے نہیں، سانس جلدی جلدی یا دیر میں نہ لو بلکہ قدرتی طور پر جیسے کہ سانس آتا جاتا ہے اسی طرح آنے دو۔ لفظ **اللہ** کو سانس کے برابر لمبا کرو اور ہر دفعہ **اللہ** کہتے ہوئے اللہ تعالی کا خیال بھی کرو کہ میرے اندر، باہر، فضا میں اور کائنات کے ہر ذرہ میں موجود ہے

،اگر چہ نظر نہیں آتا۔ یہ ذکر ہر وقت ہوسکتا ہے چلتے پھرتے ،اُٹھتے بیٹھے،سوتے جاگتے، ہر جگہ اور ہر موقعہ پر۔ذکر اس طرح کرو کہ جب دل اللہ کہے تو تمہارے کان اس کو سنیں کہ دل نے **اللہ** کہا ہے۔اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خیال اِدھر اُدھر بٹنے نہیں پاتا۔جس وقت تمہارا دماغ کسی کام میں لگا ہوا ہو،اس وقت یہ ذکر نہیں ہوسکتا لیکن مشق ہوجانے کے بعد یہ بھی ممکن ہے کہ دماغی کام بھی کرتے رہو اور ذکر بھی ہوتا رہے، دل بیار دست بکار اسی کو کہتے ہیں۔

2۔ نفی اثبات

نفی اثبات **لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کے ذکر کو کہتے ہیں یہ نماز فجر ،مغرب، یا عشاء کے بعد کرنا چاہئے ۔اس کا طریقہ یہ ہے، نماز کے بعد دعاوغیرہ سے فارغ ہوکر اسی طرح دوزانو بیٹھو جیسے کہ التحیات پڑھنے میں بیٹھتے ہیں۔سب سے پہلے دماغ کو تمام خیالات سے پاک کرنے کی کوشش کرو۔پھر رسول اکرم ﷺ پر چند مرتبہ درود بھیجو۔اس کے بعد گردن نیچے کو جھکا کر ناف کے ایک انگشت نیچے سے لفظ **لَا** شروع کرو ۔اب گردن کو آہستہ آہستہ اٹھاتے جاؤ اور لفظ **لَا** کو کھینچتے ہوئے اوپر لاتے جاؤ یہاں تک کہ سر کسی قدر اوپر اٹھ جائے۔اب گردن کو داہنی طرف موڑو یہاں تک کہ سر کندھے کی طرف خوب جھک جائے یہاں پہنچ کر اِلٰہَ کہو۔اور کوشش کرو کہ دماغ میں کوئی بھی خیال باقی نہ رہے حتیٰ کہ خدا کا خیال بھی نہ رہے۔اس حالت میں ایک دو سیکنڈ ٹھہرو۔ پھر گردن اور سر کو بائیں طرف قلب کی جانب پوری طاقت اور جھٹکے سے جھکا کر دل پر **اِلَّا اللّٰـہ** کی ضرب لگاؤ اور اس وقت یہ خیال کرو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی موجود ہے اور کوئی موجود نہیں ۔یہ ذکر ایک تسبیح سے لے کر دس تسبیح تک جتنا دل چاہے کرو، ذکر کرتے کرتے تھک جاؤ یا سانس پھول جائے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہہ کر کلمہ پورا کرلیا کرو اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجو۔اگر تسبیح یا انگلیوں پر گننے سے خیال بٹے تو بغیر گنے ہی جتنی دیر دل لگے کرلیا کرو۔ذکر ختم کرنے کے بعد پھر رسول اکرم ﷺ پر چند مرتبہ درود بھیجو۔

اس کے بعد سلسلہ توحیدیہ کا شجرہ پڑھو۔ پھر اسی طرح بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کرو اور اپنے شیخ کا خیال کر کے اس سے توجہ لو۔ یعنی یہ خیال کرو کہ ایک سفید رنگ کے نور کی شعاع جس میں گرمی بھی ہے شیخ کے سینہ سے نکل کر تمہارے قلب میں داخل ہو رہی ہے۔ چار پانچ منٹ اسی طرح بیٹھے رہو اور شیخ کے سوا باقی تمام خیالات کو دل اور دماغ سے نفی کر دو (یعنی نکال دو)۔ شیخ کے مجسمہ یا شکل کا تصور کرنا ضروری نہیں صرف خیال کافی ہے۔ اس کے بعد آنکھیں کھول دو۔ توجہ صرف شیخ سلسلہ ہی سے لینی چاہئے کسی اور سے مطلق نہیں۔

اب چند مرتبہ پھر درود پڑھو اس کے بعد سورۃ الحمد ایک بار، سورۃ کافرون ایک بار، سورۃ اخلاص تین بار، سورۃ فلق ایک بار اور سورۃ الناس ایک بار پڑھو۔ پھر چند مرتبہ درود شریف پڑھو اور تمام ذکر اور قرآن کریم کی جو سورتیں پڑھی ہیں ان سب کا ثواب حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک کو پہنچا کر حضور ﷺ کے توسط سے حضور ﷺ کے تمام اصحاب کبار، ائمہ اطہار، ازواج مطہرات اور تمام آلِ اطہار کی ارواح کو پہنچا کر تمام بزرگان خاندان قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور سلسلہ توحیدیہ کے مردہ بزرگان کی ارواح کو پہنچا کر حضرت رسالدار محمد حنیف خاں صاحبؒ اور صاحب زادہ عبدالہادی انصاریؒ کی ارواح کو بخش دو۔ رسالدار محمد حنیف خاں صاحبؒ وہ بزرگ ہیں جن کے ذریعے مجھ کو یہ تمام روحانی مراتب حاصل ہوئے۔ عبدالہادی انصاریؒ میرا ایک ہی بیٹا تھا جو بعمر 36 سال فوت ہوگیا۔ اس کے بعد تم اپنے لئے، اپنے عزیز و اقارب کے لئے اور حلقۂ توحیدیہ کے تمام بھائیوں کے لئے اور تمام مسلمانان عالم کی ترقی، دین و دنیا کے لئے دعا کرو اور کھڑے ہو جاؤ۔

بلندی آواز کے لحاظ سے ذکر تین طرح ہو سکتا ہے۔

1۔ ذکر جہر 2۔ ذکر جلی 3۔ ذکر خفی

1۔ ذکر جہر وہ ہے جو خوب بلند آواز سے ہو اور دور تک سنائی دے۔

2۔ ذکر جلی وہ ہے کہ ذکر کرنے والا ہی خود اپنی آواز سنے یا بالکل پاس بیٹھا ہوا کوئی آدمی سن سکے۔

3۔ ذکر خفی سانس سے کیا جاتا ہے آواز بالکل نہیں نکلتی۔

سلسلہ توحیدیہ کے مریدوں کو ذکر جہر کرنا چاہئے۔اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ادھر اُدھر کی آوازیں کان میں نہیں آتیں اور دھیان بٹنے نہیں پاتا لیکن اگر تمہارے ذکر جہر سے کسی پڑوسی یا گھر والوں کو تکلیف ہوتی ہو تو تم کو ذکر جلی کرنا چاہئے۔ریل وغیرہ کے سفر میں خفی کرنا بہتر ہے۔ذکر کے لئے یہ ضروری ہے کہ کافی عرصہ تک یعنی ہو سکے تو دو تین سال تک ایک مقررہ وقت اور ایک ہی مقررہ جگہ پر کیا جائے۔ذکر بند کمرے میں یا ایسی جگہ کرنا چاہئے جہاں کوئی سننے والا نہ ہو۔یہ ممکن نہ ہو تو اپنے گھر والوں کے سامنے کر سکتے ہو لیکن مسجد وغیرہ میں جس وقت اور آدمی موجود ہوں ذکر جہر ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

ذکر کا پورا فائدہ اسی حالت میں پہنچ سکتا ہے جبکہ نفی یعنی لَا اِلٰہ کہنے پر دماغ بالکل خالی ہو جائے۔کسی طرح کا کوئی خیال دماغ میں نہ رہے اور اثبات یعنی اِلَّا اللّٰہ کہنے پر دماغ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خیال ہو۔تصوف کی کتابوں جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ذکر آیا ہے ان کو کوئی سالک اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی نفی اور اثبات کامل نہ ہو جائیں، جتنی نفی کامل ہوگی اتنی ہی روحانی طاقت سالک میں پیدا ہوگی اور جس قدر اثبات کامل ہوگا اتنا ہی سالک کو اللہ تعالیٰ کا قرب، حضوری اور معرفت حاصل ہوگی۔نفی کی مشق کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ رات کو جب سونے لیٹو تو دماغ کو تمام دنیوی افکار و خیالات سے خالی کر کے سویا کرو۔

3۔ فرض نماز

فرض نمازیں کبھی اور کسی حالت میں اور کسی جگہ ہرگز قضا نہ کرو۔اور ہمیشہ وقت پر ادا کرو۔اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ ممکن ہو تو بالضرور جماعت سے پڑھو اگر ڈیوٹی یا دوسرے

دنیوی فرائض کی وجہ سے کبھی ممکن نہ ہوتو گھر میں پڑھو، اور مجبوراً کبھی نماز قضا ہو جائے تو قضا پڑھ لو، ناغہ نہ کرو۔ یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ سالکوں کے قلب میں پاس انفاس اور نفی اثبات کا ذکر با قاعدہ کرنے سے جب حرارت اور سرور و نشہ پیدا ہو جاتا ہے تو نماز کے وقت اکثر یہ کیف جاتا رہتا ہے اس لئے صاف صاف ہدایت کی جاتی ہے کہ کیف رہے یا جائے۔ نماز ہرگز ترک نہ کی جائے۔ ممکن ہے کہ کچھ عرصہ تک کیف کی کمی ناگوار گزرے لیکن اگر تم نماز پر پکے رہے تو آخر میں خود نماز پڑھنے میں جو کیف آئے گا وہ اس پہلے کیف سے ہزار درجہ زیادہ اور لطیف ہوگا۔ نماز نہ پڑھنے سے تمہارے گمراہ ہو جانے کا بھی خطرہ ہے کیونکہ جذب کی حرارت و کیف برائی اور نیکی دونوں طرف لے جاتی ہے جو لوگ نماز اور دیگر عبادات کے پابند رہتے ہیں اور اخلاق کا تزکیہ کر لیتے ہیں ان کو یہ جذب کی قوت ملکوت میں پہنچا دیتی ہے۔ لیکن جو ایسا نہیں کرتے وہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ناسوت یعنی دوزخ کے طبقات میں پھنسے رہتے ہیں۔ یہ صاف ہدایت دے کر میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ جو لوگ نہ مانیں گے وہ خود ذمہ دار ہیں وہ آخر میں ضرور پچھتائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ توحیدی رنگ کے ہوتے ہیں وہ اگر نماز نہ پڑھیں تو ان کو اکثر حالات میں رزق کی تنگی ہوتی ہے۔ مگر جو لوگ نماز کے پابند ہوتے ہیں وہ اکثر خوش حال رہتے ہیں۔

4۔ نوافل

روحانیت کا کمال نوافل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ نفل ہر نماز کے ساتھ پڑھے جا سکتے ہیں۔ لیکن تہجد کے نفل اس بارے میں سب سے زیادہ مفید ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت کامل سناٹا ہوتا ہے اس لئے جب فرصت ملے اور موقعہ ملے تہجد کے نفل ضرور پڑھنے چاہئیں۔ یہ نفل معمولی نماز کی طرح نہیں بلکہ کامل اطمینان قلب کے ساتھ پڑھنے چاہئیں۔ قرات، رکوع اور سجدے خوب لمبے ہونے چاہئیں۔ نوافل پڑھنے کے بعد ''سبحان اللہ'' کا ذکر پانچ سات منٹ

ضرور کرنا چاہئے اور رسول اکرم ﷺ پر جتنی دیر ممکن ہو درود بھیجنا چاہئے۔تہجد کے نفل بارہ ہوتے ہیں۔زیادہ فرصت نہ ہوتو آٹھ بھی پڑھ سکتے ہو۔طریقہ وہی ہے جو اونفلوں کا ہوتا ہے۔

5۔ تلاوت

تلاوت صبح،ظہر یا عصر کے بعد کرنی چاہئے ۔تلاوت اس طرح کرو کہ پہلے قرآن کریم کا ایک رکوع بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑھواور پڑھنے میں یہ خیال کرو کہ یہ خدا کا کلام ہے،وہی اس کو پڑھ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں ۔رکوع ختم کرنے کے بعد اس کا ترجمہ پڑھواور جو چیز تمہاری دلچسپی کی ہو یا تم یاد رکھنا چاہو اس کو ایک نوٹ بک میں لکھ لیا کرو۔

فکر

فکر کے معنی ہیں سوچنا اور غور کرنا ۔اس کتاب میں فکر کا حال تفصیل سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔جس کو شوق ہو تعمیر ملت میں پڑھ لے۔یہاں صرف اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ سوچ بچار کا مادہ ہر شخص میں تھوڑا بہت ضرور ہوتا ہے۔تصوف کی اصطلاح میں فکر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات پر غور وخوض کرنے کو۔غور وفکر کی عادت قدرتی ہوتی ہے اور جس شخص میں یہ عادت ہوتی ہے وہ بغیر کسی کے بتائے خود ہی غور وخوض کرتا ہے اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔جن لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے ۔وہ عارف بنتے ہیں ۔عرفان بھی اور چیزوں کی طرح محض خدا کی دین ہے۔جس میں یہ مادہ نہ ہو اس کو اس بات پر رنج نہیں کرنا چاہئے۔ورنہ عرفان تو حاصل نہ ہوگا لیکن روحانی طاقت میں کمی آجائے گی۔فقیری مشتمل ہے صرف دو چیزوں پر ایک روحانی طاقت، دوسرے عرفان، دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمتیں اور لائق صد شکر ہیں۔ہر ولی اللہ کو جس میں روحانی طاقت زیادہ ہو کچھ نہ کچھ عرفان بھی ضرور ہوتا ہے۔اسی طرح ہر عارف میں کسی نہ کسی قدر روحانی طاقت ضرور ہوتی

ہے۔ہاں شاذ و نادر ہی کوئی بزرگ ایسا بھی ہوتا ہے۔جس میں طاقت اور عرفان دونوں بدرجہ کمال ہوتے ہیں۔لیکن ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔بہرحال جو کچھ بھی ملے محض خدا کے کرم سے ملتا ہے۔اس لئے تم کو جو کچھ بھی مل جائے خدا کا شکر کرنا اور خوش ہونا چاہئے۔فکر میں کامیابی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نفی کامل کرنا آجائے۔یعنی جب بھی تم چاہو دماغ کو ہر ایک خیال سے بالکل پاک کرلو اور جب دماغ بالکل خالی ہو جائے تو جس بات پر غور کرنا ہو اس کا خیال دماغ میں قائم کرلو یہی فکر کہلاتا ہے اور اسی کو مراقبہ بھی کہتے ہیں۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ فکر کی مشق باقاعدہ طور پر اس وقت شروع کرنی چاہئے جب کہ جذب کی طاقت بہت اچھی طرح پیدا ہو جائے پہلے کرنے سے جذب کی طاقت کم ہو جائے گی۔اور کوائف کا لطف جاتا رہے گا۔

(3)

مجاہدہ

اگلے زمانے کے شیخ اپنے مریدوں سے بہت سخت مجاہدے کراتے تھے۔مثلاً چھ چھ ماہ کے روزے رکھواتے، بیٹے اور بھنگی کا کام کراتے، بھیک منگواتے اور سفر کرواتے تھے۔مقصد ان تمام باتوں کا محض نفس کشی تھا کہ طبیعت میں سے تختی غرور، غصہ، حسد وغیرہ جاتا رہے اور نرمی اور شائستگی کے ساتھ انکساری پیدا ہو جائے اور ہر حال میں خوش رہنا آجائے۔آج کل اس قسم کے مجاہدے ممکن نہیں ہیں۔اس لئے ہم نے اس کے لئے صرف تین طریقے مقرر کئے ہیں۔

1۔ قطع ماسوئ اللہ

2۔ تسلیم ورضا

3۔ غصہ اور نفرت کی نفی

قطع ماسوئ اللہ اور تسلیم و رضا کا یہاں بیان کیا جاتا ہے۔غصہ اور نفرت کی نفی کا بیان تزکیہ اخلاق میں آئے گا۔

قطع ماسوئ اللہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ٥(مزمل) جس کا ترجمہ ہے۔"اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو جاؤ"۔قرآن کریم کی فصاحت دیکھو کہ ان چند الفاظ میں تمام سلوک کو مکمل طور پر سمو دیا ہے۔ رب کے نام کا ذکر تو وہی ہے جو بتایا جا چکا ہے۔یعنی پاس انفاس اور نفی اثبات اور یہی سلوک کی

ابتدا ہے۔ دوسرا ٹکڑا آیت کا ہے۔ ''سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو جاؤ''۔ اور یہ بات سلوک کی انتہاء اور اس کا مقصد وحید ہے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ نے اس پر کس طرح عمل کیا۔ بہت سے صوفیوں نے اس کا مطلب یہ لیا کہ دنیا کو چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اور خانقاہوں میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے مگر رسول خدا ﷺ نے تو دنیا کو کبھی بھی نہ چھوڑا بلکہ مرتے دم تک دنیا کے تمام کام کرتے رہے۔ اس لئے اس جملہ کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر رہبانیت اختیار کر لو، پھر کیا مطلب ہے؟ مطلب صرف یہ ہے کہ دنیا میں رہتے اور دنیا کے تمام کام کرتے ہوئے دنیا اور اس کی کسی چیز سے دل نہ لگاؤ اور خدا سے کسی وقت اور کسی حال میں غافل نہ رہو۔ برے بھلے، موافق اور مخالف جو کچھ بھی حالات پیش آئیں سب کو خدا کی طرف سے سمجھو اور سب پر خوش رہنا سیکھو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھاتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمہارے دل میں باقی تمام مخلوق سے زیادہ ہو جائے۔ اسلامی تصوف یہ ہرگز نہیں سکھاتا کہ تم بیوی، بچوں، ماں، باپ، بہن بھائی اور دوسرے لوگوں کی محبت دل سے نکال دو بلکہ وہ تو تمام مخلوق خدا سے محبت کرنا سکھاتا ہے۔ عملاً یہ بات اس طرح ہوتی ہے کہ سالک کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت کا جذبہ موجزن رہتا ہے لیکن جس وقت بیوی، بچے، ماں باپ یا کوئی اور سامنے آئے تو اس وقت وہ ان کی بے انتہا محبت دل میں محسوس کرنے لگتا ہے اور ان کے ساتھ پوری محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ لیکن جوں ہی وہ آنکھ سے اوجھل ہوں، اس کا تعلق پھر اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آتے وقت بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا یہ بات دو چار ماہ میں حاصل نہیں ہوتی برسوں مشق کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے مستقل مزاجی سے اس کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھو کہ تمہارا دلی تعلق اللہ تعالیٰ سے اس قدر گہرا اور مضبوط ہو جائے کہ تم کسی وقت

اور کسی حال میں بھی اس سے غافل نہ ہونے پاؤ۔

تسلیم ورضا

قطع ماسویٰ اللہ کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سالک میں تسلیم و رضا کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے یعنی جو کچھ بھی واقعات اس کو پیش آتے ہیں خواہ اس کی مرضی کے مطابق ہوں یا مخالف وہ پہلے ان پر صبر کرنا سیکھتا ہے اور بعد میں بدترین سے بدترین حالات میں بھی اس کو خوشی حاصل ہونے لگتی ہے یہی تسلیم و رضا کی انتہا اور عبدیت کا مرتبہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو عبدیت کا مرتبہ بدرجہ کمال حاصل تھا۔ یہی مرتبہ سلوک اور تصوف میں سب سے بلند اور اعلیٰ و افضل ہے۔

تم خود سوچو کہ یہ کیسی بندگی اور کہاں کی عبودیت ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہاری مرضی کے مطابق تمہارے کام کرتا رہے یعنی صحت، دولت، مسرت اور دوسری نعمتیں جتنی تم چاہو تم کو دیتا رہے اس وقت تک تو تم اس سے خوش رہو، اس کو یاد کرو، اس کا شکر ادا کرو اور جب یہ کام تمہاری مرضی کے مطابق نہ ہوں یعنی جب کوئی بیماری تم کو یا تمہارے متعلقین کو آن دبائے یا فاقے ہونے لگیں یا دوسرے تفکرات آندھی اور گھٹا کی طرح تم کو گھیر لیں تو تم اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو جاؤ۔ اس کی عبادت چھوڑ دو اور شکایتیں کرنے لگو۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق رہنا نہیں چاہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہو۔ استغفر اللہ! ایسے لوگوں کو خدا کا دیدار اور عرفان کبھی نصیب نہیں ہوگا۔ البتہ جو سالک ان آزمائشوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ تقرب، دیدار اور عرفان کی لازوال دولت سے کبھی محروم نہیں رہتے۔ خوب یاد رکھو کہ فقیری بچوں کا کھیل نہیں بلکہ دنیا کی سب سے مشکل اور کٹھن چیز ہے اور بڑی محنت و مشقت اور جان جوکھوں سے ہاتھ آتی ہے۔ یہ منہ کا نوالہ نہیں کہ آج اللہ اللہ شروع کی اور ماہ دو ماہ بعد لگے شکایت کرنے کہ ابھی تک ہم کو اللہ تعالیٰ کے حسن لازوال کی

جھلک بھی نظر نہیں آئی ۔

اس لیے ابتداء ہی سے تم کو یہ سب باتیں ذہن میں رکھ کر اللہ اللہ شروع کرنا چاہئے اور اگر تم اپنے آپ کو ان آزمائشوں کا اہل نہیں پاتے تو پھر یا تو سلوک شروع ہی نہ کرو یا اتنی بلندی تک پہنچنے کے خواب نہ دیکھو جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار اور قرب میسر آتا ہے۔ بس جو کچھ مل جائے اسی پر اکتفا کرو اور خوش رہو کیونکہ فقر کا تو ایک پیسہ بھی دنیوی دولت کے لاکھوں کروڑوں روپے سے کہیں زیادہ قیمت رکھتا ہے۔

قطع ماسوئ اللہ اور تسلیم و رضا کا بیان ختم ہوا، اب ہم تزکیہ اخلاق کا بیان کریں گے لیکن چونکہ عملی سلوک میں ہر وقت شیخ سے توجہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور جب کچھ طاقت آجائے تو مبتدی پیر بھائیوں کو توجہ دینی بھی پڑتی ہے ۔ اس لئے تزکیہ اخلاق کے ذکر سے پہلے کچھ حال توجہ کا بھی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ **وَھُوَ ھٰذَا ۔**

روحانی توجہ

توجہ ایک قوت یا برقی کرنٹ ہے جو ایک دل سے نکل کر محض خیال اور ارادے سے دوسرے کے دل میں پہنچ جاتی ہے۔ جتنا بڑا کوئی بزرگ ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کے قلب میں اس طاقت کا ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ اتنے ہی زیادہ مریدوں کو بہ یک وقت توجہ دے سکتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب کوئی مرید ٹھیک طرح سے پاس انفاس اور نفی اثبات کرتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا اور اخلاق کو پاکیزہ بنالیتا ہے تو اس کے دل میں شیخ کی توجہ کو محسوس اور قبول کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس لئے اگر کسی مرید کو عرصہ تک توجہ کا اثر محسوس نہ ہو تو اس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ شیخ بے پرواہی کر رہا ہے بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ اس کا اپنا قصور ہے، وہ ذکر اور نماز وغیرہ میں کمی کرتا ہے یا اخلاق کا تزکیہ مناسب حد تک نہیں کیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ

جب شیخ کسی کو طالب یا مرید بنا تا ہے تو اسی دن سے اس کے قلب پر توجہ کرنا یعنی اپنے قلب کی برقی قوت کا اثر ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن یہ اثر طالب یا مرید کو اس وقت تک محسوس نہیں ہوتا جب تک اس کا دل دنیا کی گندگیوں سے ایک حد تک پاک نہ ہو جائے۔ دل کے پاک ہوتے ہی طالب یا مرید شیخ کی توجہ کا اثر قبول اور محسوس کرنے لگتا ہے۔ اب رفتہ رفتہ وہی برقی طاقت جو شیخ کے دل میں بھری ہوئی ہے اس طالب یا مرید کے دل میں بھی پیدا ہونے لگتی ہے اور جیسے جیسے اس کا قلب دنیوی مکروہات، خواہشات اور فکر و آلام سے پاک ہو جاتا ہے، یہ طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اس طاقت کا احساس اس طرح ہوتا ہے کہ ابتدا میں تو دل میں ایک قسم کا سکون اور ابتسام پیدا ہو جاتا ہے پھر ایک قسم کا سرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قلب میں ایک گرمی سی محسوس ہوتی ہے اور کبھی جاتی رہتی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ دل میں قائم ہو جاتی ہے یا یوں کہو کہ دل اس گرمی میں قائم النار ہو جاتا ہے۔ جب یہ حرارت دل میں قائم ہوتی ہے تو اس شخص کو ہر وقت ایک نا قابل بیان لطف و سرور اور نشہ سا محسوس ہوتا ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک قسم کی بے خودی اور سرمستی تک پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ طاقت اس حد تک پہنچ جائے تو اب یہ شخص بھی دوسروں کو اسی طرح توجہ دے سکتا ہے۔ جیسے کبھی خود شیخ سے لیا کرتا تھا یا اب بھی لیتا ہے۔ ہر آدمی جس میں یہ حرارت زیادہ ہو، کم حرارت والے کو یہ حرارت پہنچا سکتا ہے اس کو فیض دینا کہتے ہیں۔ یہ فیض صرف زندہ بزرگوں ہی سے نہیں بلکہ مردہ بزرگوں اور پیغمبروں کی ارواح سے بھی لیا جاتا ہے۔ یہ کوئی خیالی چیز نہیں بلکہ ایک جیتی جاگتی طاقت ہے جو نہ صرف دل بلکہ بدن کے روئیں روئیں پر اثر انداز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

توجہ سے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں اول تو یہی کہ شیخ مرید کے قلب میں یہ طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طاقت کو جذب بھی کہتے ہیں اور جب تک کسی سالک کے دل میں جذب پیدا نہ ہو جائے وہ نہ سلوک طے کر سکتا ہے، نہ بزرگ بن سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ توجہ کے

ذریعے مریدوں کی اصلاح بڑی جلدی اور آسانی سے ہوسکتی ہے ۔بشرطیکہ وہ ذکر باقاعدہ کرتے ہوں اور شیخ سے ان کی عقیدت راسخ ہو۔یہ اصلاح اس طرح ہوتی ہے کہ شیخ جب یہ معلوم کرلیتا ہے کہ فلاں مرید میں فلاں نقص یا عیب ہے تو وہ اپنے قلب سے توجہ کی کرنٹ مرید کے دماغ میں ڈالتا ہے اور ساتھ ہی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس عیب کو چھوڑ دے، کچھ دنوں میں مرید واقعی اس عیب کو چھوڑ دیتا ہے۔اس میں یہ ضروری نہیں کہ مرید شیخ کے سامنے ہی ہو فاصلہ کی کوئی قید نہیں، ہزاروں کوس کے فاصلے پر بھی اسی طرح اصلاح کی جاسکتی ہے۔

شیخ کو اسی طاقت کے ذریعے مریدوں کے بہت سے اعمال وافعال کا پتہ بھی لگ جاتا ہے اور جب کسی مرید کے دل میں بدعقیدگی یا شیخ سے کوئی سوئے ظن پیدا ہو جائے تو وہ بھی شیخ کو معلوم ہو جاتا ہے۔یہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب شیخ کسی مرید کے دل و دماغ پر توجہ کرتا ہے تو بیچ میں ایک رکاوٹ سی حائل ہو جاتی ہے اور برقی کرنٹ واپس آجاتی ہے اور ساتھ ہی وہ تمام خیالات جو اس بدعقیدہ مرید کے دماغ میں ہیں شیخ کے دماغ میں پیدا ہو جاتے ہیں جیسے کہ ٹیلی ویژن کی تصویروں کا عکس سینکڑوں ہزاروں میل کے فاصلے پر دکھائی دیتا ہے،اسی طرح مرید کے خیالات منعکس ہو کر شیخ کے دماغ پر منقوش ہو جاتے ہیں۔

توجہ کئی طرح کی ہوتی ہیں، کسی کی توجہ نہایت لطیف ہوتی ہے کسی کی کثیف اور کسی کی گندی اور غلیظ ہوتی ہے۔یہ فرق صرف اخلاق کی وجہ سے ہوتا ہے۔جس کا اخلاق جتنا اچھا ہوتا ہے یعنی جو شخص جتنا نرم مزاج ہوتا ہے جس میں نفرت اور غصہ جتنا کم ہوتا ہے اتنی ہی توجہ لطیف ہوتی ہے اتنی لطیف کہ بہت سے مریدوں کو تو مدت تک محسوس بھی نہیں ہوتی، حالانکہ وہ برابر اپنا کام کرتی رہتی ہے، یہ توجہ سب سے اچھی ہوتی ہے۔اس کی مثال اس ہلکی پھلکی پھوار اور بارش کی سی ہے کہ جب وہ زمین پر گرتی ہے تو آواز تک نہیں آتی لیکن سارا پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے ایک قطرہ بھی ضائع نہیں جاتا۔ایسی توجہ جس قلب پر پڑتی ہے اس کو ہلکا پھلکا سرور اور

لطف آتا ہے لیکن کثیف توجہ سے لطف وسرور نہیں آتا بلکہ قلب میں ناگواری گرمی اور بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔غلیظ توجہ کثیف سے بھی بدتر ہوتی ہے یہ جس قلب پر پڑے اس میں سخت جلن پیدا ہو جاتی ہے۔دل پر دھکا سا لگتا ہے، دماغ بھاری ہو جاتا ہے، جی متلانے لگتا ہے یہاں تک کہ بعض آدمیوں کی توجہ سے منہ کڑوا ہو جاتا ہے، ناک اور منہ سے خون جاری ہو جاتا ہے یا خون کی قے آنے لگتی ہے جس کی توجہ ایسی ہو سمجھ لو کہ اس کا اخلاق نہایت گندہ ہے۔تزکیہ اخلاق اس نے بالکل نہیں کیا۔اس میں غصہ،نفرت کینہ، حسد اور دوسرے عیب کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔

توجہ کا بیان اگرچہ مکمل نہیں ہوا لیکن اس کتاب کا مقصد پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔اب ہم تزکیہ اخلاق کا بیان کریں گے کیونکہ ذکر وغیرہ کے ساتھ اگر تزکیہ اخلاق نہ کیا جائے تو نتیجہ بہت ہی خراب ہوتا ہے اور آدمی بجائے ولی الرحمان بننے کے اکثر ولی الشیطان بن جاتا ہے (جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے) یعنی اس میں نیکی نہیں رہتی صرف خباثت اور شیطنت رہ جاتی ہے ایسا آدمی لوگوں کو صرف نقصان پہنچا سکتا ہے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

(4)

تزکیۂ اخلاق

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ’’ہم نے تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارے اخلاق کا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو قرآن کریم کی باتیں اور حکمت (یعنی تصوف وسلوک کی باتیں) سکھاتا ہے اور وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے‘‘۔ایسی تمام آیتوں میں تلاوت قرآن کریم کے فوراً بعد ہی تزکیہ اخلاق کا ذکر آتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ اخلاق کتنی ضروری اور اہم چیز ہے۔گویا قرآن کریم کی تعلیم سنتے ہی ہم کو تزکیہ اخلاق میں لگ جانا چاہئے لیکن افسوس کہ مسلمان اخلاق ہی میں تمام دنیا کی قوموں سے پیچھے ہیں اور یہی ان کے زوال کی سب سے بڑی وجہ ہے۔مسلمان نماز بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور موقعہ آئے تو جہاد میں خوشی سے جان دینے کو شریک ہو جاتے ہیں لیکن نہیں کرتے تو اخلاق درست کرنے کی کوشش نہیں کرتے

سوال یہ ہے کہ اخلاق حسنہ یا خوش اخلاقی کیا ہے؟اس کا مکمل جواب تو سینکڑوں صفحات کی کتابوں میں بھی پوری طرح نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ انسان کی زندگی کے ہزاروں پہلو ہیں اور ہر پہلو میں اس کو بیسیوں فعل اور حرکتیں کرنی پڑتی ہیں اور ان سب کا بیان کہ ہر مختلف موقعہ پر ہر حرکت یا فعل کیا ہونا چاہئے اخلاق کے بیان کی حد میں آتا ہے اور اس چھوٹی سی کتاب میں یہ سب باتیں بیان کرنا ممکن نہیں،اس لئے ہم مختصر طور پر اخلاق حسنہ کی وہ خاص خاص باتیں بیان کریں گے کہ اگر ان کو اختیار اور ان کی مخالف برائیوں کو نفی کر دیا جائے تو آدمی

کا اخلاق نوے (90) فی صد تک درست ہو جاتا ہے۔

محبت

سب سے پہلی بات جو اس ضمن میں یاد رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ اخلاق حسنہ کی بنیاد محبت اور صداقت پر ہے۔ یہاں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ ہم نے محبت اور صداقت دو لفظ استعمال کئے ہے، صرف محبت نہیں کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت کے ساتھ صداقت بھی بہت ضروری ہے۔ محبت اندھی ہوتی ہے اور اس میں اکثر اوقات انسان ایسے کام کر بیٹھتا ہے جو حق کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس لئے محبت کے ساتھ ہمیشہ صداقت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ محبت کو تو آپ جانتے ہی ہیں لیکن صداقت کیا چیز ہے؟ ہم آپ کو بتائیں صداقت یا حق یہ ہے کہ جس موقعہ پر جو کام کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو وہ کرو اور محبت کو قربان کر دو۔ مثال کے طور پر دو باتیں بیان کی جاتی ہیں:

1۔ محبت میں زنا اور لواطت کا خطرہ ہوتا ہے اور یہ حق وصداقت یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ اس لئے خواہ کتنی ہی محبت ہو ان دو باتوں سے اجتناب کرو۔

2۔ فرض کرو تم ایک جج ہو اور تمہارا صرف ایک بیٹا ہے جس کو تم بہت عزیز رکھتے ہو۔ تمہارے اس بیٹے نے کسی کو بے گناہ قتل کر دیا اور مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوا۔ جرم ثابت ہو گیا تو اب محبت کا تقاضا ہے کہ کوئی قانونی سقم نکال کر تم اپنے بیٹے کو بری کر دو لیکن حق کا تقاضا ہے کہ تم اس کو پھانسی کی سزا دو۔ تو ایسے موقع پر تم کو چاہئے کہ محبت قربان کرو اور حق کرو یعنی اپنے اکلوتے لخت جگر کو سزائے موت دے دو۔ (حضرت عمر فاروقؓ کی مثال یاد کرو) یہ تو صرف دو مثالیں ہم نے دی ہیں۔ زندگی میں ایسے سینکڑوں مواقع آتے ہیں، جب محبت اور صداقت کا ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر موقعہ پر تم کو وہی کرنا چاہئے جو حق ہو۔

ہاں تو اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے لئے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ تمام مخلوق خدا کے ساتھ ایک عالمگیر محبت کا جذبہ پیدا کرو۔ اور اپنے دل و دماغ اور روح کو محبت کے رنگ میں رنگ لو۔ اگر تم ولی اللہ بننا چاہتے ہو اور اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے تو ضروری ہے کہ تم اس کی مخلوق سے محبت کرو۔ مجنوں لیلیٰ کے کتے سے بھی محبت کرتا تھا۔ تم کیسے محبّ ہو کہ اپنے محبوب کی مخلوق سے بھی محبت نہیں کرتے۔

محبت کے جذبہ میں بہت اعلیٰ جذبات و خصائل پوشیدہ ہیں۔ جب تمہارا دل محبت کے رنگ میں رنگ جاتا ہے وہ سب تمہارے کردار کا جزو بن جاتے ہیں۔ جو دل محبت کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوگا اس سے یہ خصائل نمایاں طور پر ظہور میں آئیں گے۔

1۔ اطاعت و فرمانبرداری	2۔ سخاوت و ایثار اور قربانی
3۔ رحم و کرم	4۔ عفو و درگزر اور چشم پوشی
5۔ نرمی اور خوش مزاجی	6۔ حلم و برداشت
7۔ عاجزی و انکساری	8۔ مدد و خدمت

الغرض یہ اور ان کے علاوہ کئی اور مکارم اخلاق ہیں جو سب کے سب محبت کی وجہ سے انسان کے کردار کا جزو لاینفک بن جاتے ہیں۔ دنیا کے جتنے بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں ان سب کے اخلاق میں یہی صفات تھیں جو نمایاں نظر آتی تھیں۔ تم اگر واقعی خدا کے محبوب بندے بننا اور دنیا میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے سوائے چارہ نہیں کہ دل میں ایک عالمگیر محبت پیدا کرو اور اس کے ساتھ ساتھ اوپر بیان کئے ہوئے فضائل اخلاق کو بھی نشو و نما دیتے رہو۔ لیکن صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو ورنہ ساری نیکیاں بدیوں میں تبدیل ہو جائیں گی اور تم ولی الرحمٰن بننے کے بجائے ولی الشیطان بن جاؤ گے۔

محبت کے بارے میں یہ بات بھی خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ سب سے زیادہ

محبت درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کرنی چاہیے یا ان کے بعد اپنے شیخ سے ،لیکن مخلوق سے بھی اس واسطے ضروری ہے کہ وہ خدا کی بنائی ہوئی ہے اور اس کی سب سے پیاری نشانی ہے اور اس کی اَن گنت صفات کا مظہر ہے ۔لیکن یہ سب کچھ ایک عام حیثیت سے ہونا چاہئے اور یہ بھی یقینی ہے کہ مخلوق میں تم سب سے ایک جیسی محبت نہیں کر سکتے کسی سے کم کسی سے زیادہ۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہونا چاہئے کہ تم کو کسی ایک انسان سے اتنی محبت ہو جائے جو تمہارے اور خدا کے درمیان حائل ہو کر خدا کو بھلا دے ۔

مخلوق سے محبت کا مطلب خاص طور پر یہ ہے کہ تم کسی کو حقیر ذلیل نہ سمجھو اور کسی سے نفرت نہ کرو ۔مثلاً کسی شخص کو تم جانتے ہو کہ سخت گناہگار ہے تو اس کے گناہوں کی وجہ سے تم کو اس سے نفرت نہیں کرنی چاہئے بلکہ تم کو اس پر رحم آنا چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا رہا ہے اور گناہوں سے بچانے میں تم کو اس کی مدد کرنی چاہئے یا ایک شخص سخت غریب و مفلس ہے کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہیں تو اس سے بھی محبت کرو ۔اس پر رحم کھاؤ اور اس کی غربت کو دور کرنے میں حسب توفیق جو مدد کر سکتے ہو ضرور کرو یا ایک آدمی بیمار ہے تمام بدن پر زخم ہیں سڑک کنارے پڑا بھیک مانگ رہا ہے، تمام بدن پر مکھیاں بھنک رہی ہیں تو اس سے بھی محبت کرو ۔ہو سکے تو اس کا علاج کراؤ، اس کے لئے مکان کا بندوبست کرو اور جو خدمت ممکن ہو بجا لاؤ ۔ہم نے عیسائی بزرگوں کے حالات میں اکثر جگہ پڑھا ہے کہ وہ ایسے بیماروں کی تیمارداری اور علاج میں خاص کوشش کرتے ہیں اور کئی جگہ تو ایسے پادریوں کا ذکر بھی پڑھنے میں آیا ہے کہ وہ ایسے بیماروں کے زخموں کو اپنی زبان سے چاٹ کر صاف کرنے میں بھی کراہٹ محسوس نہیں کرتے تھے ۔

مسلمانوں کو عیسائیوں کی ان خوبیوں سے عبرت حاصل کرنا چاہئے ۔اور سوچنا چاہئے کہ عیسائیوں کے مقابلے میں ہم کس قدر بداخلاق واقع ہوئے ہیں ۔ ہر وقت ایک

دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں ،ایک دوسرے کی عزت کے درپے ہیں اور ایک دوسرے کو بگاڑنے اور نقصان پہنچانے میں بھی کسر نہیں چھوڑتے پھر اگر عیسائیوں پر خدا مہربان ہے اور ہر لحاظ سے ان کو مسلمانوں پر فوقیت دے رکھی ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرو اور اس کو دشمن سمجھتے ہوئے محبت کرو۔ یہ کتنا مشکل کام ہے لیکن جو عیسائی پادری حقیقت میں بزرگ ہیں وہ اس حکم پر پوری طرح عمل کرتے ہیں۔ ہے مسلمانوں میں کوئی شخص جو اس معاملہ میں ان کی برابری کا دعویٰ کر سکے۔ اگر کسی شخص کے دل میں یہ باتیں پڑھ کر یہ خدشہ پیدا ہو کہ یہ تو عیسائیوں کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ اسلام کی تعلیم تو آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک ہے۔ تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قوم میں عام اور خاص دو طبقے ضرور ہوتے ہیں اور دونوں کا اخلاق ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ تو قرآن کریم میں آنکھ کے بدلے آنکھ کا جو حکم ہے وہ عوام کے لئے ہے۔ اگر یہ نہ ہو اور ہر شخص گال پر ایک تھپڑ کھانے کے بعد دوسرا آگے کر دے تو نظام عالم میں فرق آجائے۔ لاکھوں آدمی اس قاعدے سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور دنیا میں تہلکہ مچ جائے۔ لیکن قرآن کریم میں مسلمانوں کے خواص اور اہل اللہ کے لئے یہ حکم ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی کتنی بھی برائی کرے تم ہمیشہ اور ہر موقعہ پر اس کا جواب نیکی سے دیتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ سگے رشتہ داروں کی طرح تمہارا دوست بن جائے۔ تو اب تم خود سوچو کہ جب تم نیک اور بزرگ بلکہ ولی اللہ بننے کی نیت سے سلسلہ توحیدیہ میں شامل ہوئے ہو تو تم کو انہی کا سا اخلاق بھی بنانا پڑے گا۔ اگر عوام ہی کا سا اخلاق رکھنا ہے تو پھر کسی سلسلہ فقر میں شامل ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اب صداقت کا بیان سنو۔

صداقت

سلوک میں صداقت کا درجہ بھی محبت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔محبت کی ابتداء میں انسان بے راہ روی اختیار کرسکتا ہے لیکن صداقت ایسے وقت میں اس کے لئے گارڈ اور محافظ کا کام دیتی ہے اور وہ راہ راست سے ہٹنے نہیں پاتا ۔صداقت اور حق دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔مجمل طور پر یہ یاد رکھو کہ جن باتوں کے کرنے کا حکم خدا نے دیا ہے ان کو کرنا اور جن کو نہ کرنے کا حکم دیا ہے ان کو نہ کرنا ،حق ہے۔لیکن زیادہ آسانی سے سمجھ میں آنے کے لئے ہم تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

تمہارے بدن میں سب سے اوپر سر ہے اور سر میں دماغ ہے، دماغ کا کام سوچنا ہے۔صداقت کا اقتضا ہے کہ کسی کے متعلق کبھی کوئی بری بات نہ سوچو۔دماغ کے بعد آنکھیں ہیں، آنکھوں کی سچائی یہ ہے کہ کسی کو بری نظر، لالچ اور غصہ یا تحقیر کی نظر سے نہ دیکھو۔کانوں کی صداقت یہ ہے کہ کبھی کسی کی برائی یا عیب کانوں سے نہ سنو۔ابوداؤد میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے کانوں تک کسی صحابی کا عیب مت پہنچاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ انتقال کے وقت میں تم میں سے اس طرح جاؤں کہ میرا سینہ تمہاری طرف سے بالکل صاف ہو۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی کا عیب سننا جائز نہیں سمجھتے تھے۔تم بھی ایسا ہی کرو اور جب کوئی تم سے کسی کا عیب بیان کرنے لگے تو سننے سے انکار کردو۔کانوں کے بعد زبان ہے، زبان کی صداقت یہ ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولو، کسی کو گالی نہ دو، سخت کلامی سے پیش نہ آؤ، کسی کا مذاق نہ اڑاؤ، چغلی مت کھاؤ، غیبت نہ کرو، کوئی حرام چیز نہ چکھو اور کسی کا عیب بیان نہ کرو۔ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے دنیا بھر کی نعمتیں رکھ دی جائیں تو بھی میں کسی کا عیب بیان نہ

کروں گا۔قرآن کریم میں حکم ہے کہ لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا(الحجرات) یعنی ''کسی کی غیبت نہ کرو'' غیبت میں کیا ہوتا ہے۔عیب ہی تو بیان کئے جاتے ہیں۔اس لئے تم کسی کا عیب دیکھ بھی لو تو بھی بیان نہ کرو۔زبان کے بعد ہاتھ ہیں، ہاتھوں کی صداقت یہ ہے کہ کسی کو ان ہاتھوں سے نہ مارو۔نہ ان چیزوں کو چھوؤ جن کا چھونا جائز نہیں۔ہاتھوں کے بعد پاؤں ہیں، پاؤں کی صداقت یہ ہے کہ بری جگہ چل کر نہ جاؤ۔یہ ہے تمہارے بدن کے ہر عضو کی صداقت اور تم کو ان میں سے ہر ایک بات کا خیال رکھنا اور اس پر عمل کرنا ہو گا۔فقر اور بزرگی حاصل کر لینا کھیل یا مذاق نہیں ہے۔یہ سب کچھ کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے کھانا پینا۔

غصہ

محبت کا مخالف جذبہ غصہ ہے۔محبت سے جتنے فائدے ہوتے ہیں غصہ ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔مختصراً یوں یاد رکھو کہ محبت ایک تعمیری جذبہ ہے اور غصہ تخریبی، محبت بناتی اور غصہ بگاڑتا اور تباہ کرتا ہے۔غصہ سے عقل جاتی رہتی ہے اور انسان ایسے کام کر گزرتا ہے جن سے آخر میں خود اس کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔شراب کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام کیا ہے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے۔عقل ہی تو وہ چیز ہے جو انسان کو حیوانات پر فضیلت دیتی ہے۔اس لئے جب عقل جاتی ہے تو انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ غصہ کی بالکل نفی کر دو۔اگر غصہ کی نفی نہ کرو گے تو تمہارے دل میں سکون کامل پیدا نہ ہو گا اور جب تک سکون کامل پیدا نہ ہو، ذکرِ خدا کا اثر دل میں مستقل نہیں ہو سکے گا اور جس دل میں ذکرِ خدا کا اثر اور سکون کامل نہ ہو اس میں خدا کا جلوہ ہرگز نظر نہیں آ سکے گا۔پس فقر میں کمال پیدا کرنا ہے تو غصہ بالکل نفی کر دو۔خواہ کوئی تم کو مارے، گالیاں دے، نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔تم ہمیشہ اس کا جواب نرمی اور ملائمت سے دو۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضروری حالات

میں تم اپنی مدافعت بھی نہ کرو اور بے عزتی یا نقصان برداشت کئے جاؤ، ہرگز نہیں ۔مطلب صرف یہ ہے اپنی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے سب کچھ کرو ۔لیکن خوش اخلاقی اور خوش تدبیری سے عقل اور فراست کے ساتھ قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور خوش مزاجی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے ۔یاد رکھو کہ غصہ سے جو کام کیا جاتا ہے وہ اکثر بگڑ جاتا ہے اور فائدے کی جگہ الٹا نقصان پہنچتا ہے ۔لیکن ٹھنڈے دماغ اور خوش اخلاقی اور خوش تدبیری سے جو کام کیا جاتا ہے اس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے ۔

نفرت

دل پر جو اثر غصہ کا ہوتا ہے ۔اس سے کہیں زیادہ برا اثر نفرت کا ہوتا ہے کیونکہ غصہ تو ایک عارضی جذبہ ہے کچھ دیر رہ کر چلا جاتا ہے ۔لیکن نفرت کا اثر دائمی ہوتا ہے ۔جو آدمی نفرت کرتا ہے اس کا دل ہمیشہ جلتا بلتا رہتا ہے وہ کبھی صحیح فیصلہ نہیں کرسکتا ۔نفرت سے بدگمانی اور سوئے ظن بھی پیدا ہوتا ہے جو اکثر حالات میں گناہ کبیرہ ہے ۔گناہ کبیرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست کس طرح بن سکتا ہے اور ایسے دل میں اللہ تعالیٰ کس طرح اپنا جلوہ دکھا سکتا ہے ،اس لئے کامیابی چاہتے ہو تو غصہ اور نفرت کو دل سے بالکل نکال دو اور محبت و صداقت اختیار کرو ۔

ہم مریدانِ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کو خاص طور پر یہی ہدایت کرتے ہیں کہ غصہ اور نفرت کو بالکل نفی کردو اور محبت و صداقت اختیار کرو ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے باقی برائیاں خودبخود نفی اور باقی خوبیاں خودبخود پیدا ہو جاتی ہیں مگر ان خاص باتوں کے علاوہ اور بھی چند باتیں ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں ۔ان کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے اور وہ یہ ہیں ۔

صبر، حلم یا قوت برداشت

یہ تینوں الفاظ ہم معنی ہیں ۔ان تینوں کا مطلب یہ ہے کہ تم پر خواہ کتنی ہی مصیبت

بڑے کتنی ہی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا ہو، تم ہرگز نہ گھبراؤ۔ ہر حال میں تمہارا دماغ ٹھنڈا اور عقل صحیح سلامت رہے اور غصہ ہرگز نہ آنے پائے۔ دنیا میں مذہبی اور دنیوی لحاظ سے جتنے بھی بڑے بڑے آدمی گزرے ہیں ان سب میں یہ صفت بدرجہ اولیٰ موجود تھی۔ بڑے بڑے جرنیلوں کی زندگی کا مطالعہ کرو یہ صفت تم کو ہر ایک کے کردار میں سب سے نمایاں نظر آئے گی۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کو بغور دیکھو تم حیران رہ جاؤ گے کہ حضور ﷺ میں صبر اور قوت برداشت کی صفت کس قدر بے حد و بے پایاں تھی۔ نبوت ملنے کے بعد حضور ﷺ تیرہ برس تک مکہ میں رہے اور برابر اللہ تعالیٰ کا پیغام کفار کو پہنچاتے رہے۔ بت پرستی سے منع کرتے رہے اور اسلام کی طرف بُلاتے رہے۔ حضور ﷺ کا دستور تھا کہ شارع عام جہاں لوگوں کا ہجوم ہوتا کھڑے ہو جاتے اور اسلام کی خوبیوں اور بت پرستی کی برائیوں پر تقریر کرتے، جہاں کہیں میلہ ہوتا وہاں تشریف لے جاتے اور اسلام کی تبلیغ کرتے۔ کفار حضور ﷺ کی ان تقریروں پر چراغ پا اور غصے ہوتے۔ پہلے منع کرتے پھر دھمکاتے اور مارتے اور ہر طرح کی اذیتیں دیتے لیکن حضور ﷺ کے پائے ثبات کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔

جس دن سے تبلیغ کا کام شروع کیا کوئی دن ہی اتفاق سے ایسا گزرا ہو گا کہ حضور ﷺ بغیر پٹے یا بغیر گالیاں کھائے گھر واپس آئے ہوں۔ کفار حضور ﷺ کا مذاق اڑاتے، گالیاں دیتے، تھپڑ اور پتھر مارتے۔ راستے میں کانٹے بچھاتے، گندگی پھینکتے، چادر مبارک کھینچتے، حتیٰ کہ حضور ﷺ کا گلا گھٹنے لگتا، چوٹیں آتیں، خون نکلتا۔ الغرض کیا کچھ نہ ہوتا ہو گا لیکن غور سے سوچو کہ کیا ان تیرہ برس میں حضور ﷺ نے گالی کے بدلے کبھی کسی کو گالی دی۔ کسی کو تھپڑ یا پتھر کے بدلے تھپڑ یا پتھر مارا۔ کسی پر گندگی اُچھالی، کسی کی چادر پھاڑی، کسی کے دانت توڑے، ہرگز نہیں۔ کسی راوی اور کسی کتاب سے کبھی ایک بار بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ حضور ﷺ نے زیادتی کے مقابلے میں زیادتی کی ہو۔ ایک روایت ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب

حضور ﷺ کو کچھ سکون اور اطمینان میسر آیا تو ایک دن حضور ﷺ حضرت عائشہ کے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے اور باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت عائشہ نے حضور ﷺ سے کہا میرے خیال میں آپ پر سب سے زیادہ سخت دن اُحد کا گزرا ہے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، نہیں میری زندگی میں سب سے سخت دن یوم عقبہ تھا۔ میں اس دن تبلیغ اسلام کے لئے گیا اور عبدالیل کے پاس پہنچ کر اس کو دعوت اسلام دی۔ مگر اس نے نہایت سختی اور حقارت سے میری دعوت اسلام کو رد کر دیا۔ میں بہت مایوس اور افسردہ ہو کر واپس آ رہا تھا کہ اس کے قبیلے کے لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور اس قدر مارا کہ میرا سر پھٹ گیا اور خون بہہ کر جوتوں کی ایڑیوں میں جمع ہو گیا۔ اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا کافی عرصہ بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں نے آسمان پر ایک ابر کا ٹکڑا دیکھا۔ اس ابر میں مجھ کو جبرئیل نظر آیا جبرئیل نیچے اتر کر میرے پاس آیا اس کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا۔ جبرئیل نے مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ان لوگوں نے جو زیادتی آپ پر کی ہے میں اس سے بے خبر نہیں ہوں۔ میں جبرئیل کے ساتھ ایک اور فرشتہ آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ آپ اس کو جو کچھ بھی حکم دیں گے فوراً بجا لائے گا۔ اس پیغام کے بعد جبرئیل نے اس فرشتہ کو سامنے کیا۔ وہ فرشتہ بھی سلام بجا لایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ آپ جو حکم بھی مجھ کو دیں فوراً اس کی تعمیل کروں۔ میں پہاڑوں پر تعینات ہوں اگر آپ حکم دیں تو آن واحد میں ان پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور جتنی بستیاں بیچ میں ہیں سب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں دب کر فنا ہو جائیں۔ صرف آپ کے حکم کی دیر ہے۔

اے ان سطور کے پڑھنے والو تم کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے اس فرشتہ کو کیا جواب دیا۔ جواب سنو پھر سوچو اور غور کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ:

''میں ان لوگوں کی تباہی ہرگز نہیں چاہتا۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب مسلمان ہو جائیں اور ان کی اولاد اور نسلوں میں وہ لوگ پیدا ہوں جو چار دانگ عالم میں تیرا پیغام

پہنچادیں ۔اور دین اسلام کے نور سے زمین کے چپہ چپہ کوجگمگا دیں‘‘۔

سنا اور پڑھا تم نے ایسی مار کھانے اور تکلیف اٹھانے کے بعد اور اتنی طاقت مل جانے کے باوجود کونسا انسان اس کرہ زمین پر کبھی پیدا ہوا ہے جس نے بدلہ نہ لیا ہو بلکہ دعائے خیر ہی کی ہو۔

اب سوچو کہ حضورﷺ میں کس قدر صبر اور برداشت کی قوت تھی ۔اگر حضورﷺ میں ذرا سا بھی غصہ ہوتا یا کفار سے نفرت ہوتی تو ایسے موقعہ پر کبھی بھی معاف نہ فرماتے مگر حضورﷺ تو رحم و کرم اور عفوو درگزر کا مجسمہ تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو رحمت اللعالمینﷺ کے لقب سے نوازا تھا۔اور یہی وجہ تھی کہ آج زمین کا کونہ کونہ مسلمانوں سے بھرا پڑا ہے۔

یہاں ایک بات اور بھی سوچو کہ صرف اتنا ہی نہ تھا کہ حضورﷺ نے گالی کے بدلے کبھی گالی نہ دی یا پتھر کے بدلے کبھی پتھر نہ مارا بلکہ اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے خلاف کبھی دل میں بھی تو کوئی برا خیال نہ آنے دیا۔ورنہ اگر حضورﷺ کسی کا ذرا بھی بُرا چاہتے تو ناممکن تھا کہ وہ آدمی یا وہ قبیلہ تباہ و برباد نہ ہو جاتا ۔ ہمارا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ حضورﷺ کے غلاموں کے غلام جو آج فقیر کہلاتے ہیں اگر کسی کے خلاف دل میں برائی کو جگہ دے دیں تو اس کو ضرور نقصان پہنچ جاتا ہے تو حضور اکرمﷺ کا تو ذکر ہی کیا۔

یاد رکھو کہ تم سلسلہ توحیدیہ میں صرف اس لئے شامل ہوئے ہو کہ خدا اور رخدا کا رسولﷺ تم سے خوش اور رراضی ہو جائے ۔تم نیک بن جاؤ، دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہو۔تم خود اپنی اصلاح کرو اور دوسرے مسلمانوں کی خدمت اور اصلاح بھی کر سکو۔لیکن ان تمام باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں ہو سکتی جب تک تم میں صبر اور قوت برداشت کا مادہ بدرجہ اولیٰ پیدا نہ ہو جائے ۔اس لئے قوت برداشت بدرجہ کمال پیدا کرنے کی کوشش کیا کرو۔

اِیفائے عہد

قوت برداشت کے بعد جوایک بہت ضروری صفت پیدا کرنی لازم ہے وہ ہے ایفائے وعدہ، یہ اخلاق حسنہ کی الف، بے، تے ہے ہمیشہ اپنے الفاظ کی پابندی کرو۔ جووعدہ کرواس کوضرورپورا کرو۔ایسی بات ہرگز نہ کہوجوتم کرنہ سکو۔جب وعدہ کرلواس کوضرورپورا کرو خواہ اس میں تم کوکتنی ہی تکلیف اٹھانی پڑے۔وعدہ کرکے پورا نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔اللہ تعالیٰ نےقرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وعدہ وفا کیا کرو قیامت کےدن تم سے پوچھا جائے گا کہ فلاں وعدہ وفا کیوں نہیں کیا تھا۔

تجسّس اعمال

کبھی کسی کوٹوہ میں نہ رہو کہ وہ کیا کرتا ہے، کہاں آتا جاتا ہے، کیا کماتا ہے، کہاں سے کھاتا ہے، کون کون سےعیب کرتا ہے۔تجسس اعمال بھی گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سےمنع کیاہے۔

غیبت

غیبت بھی گناہ کبیرہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے۔ جب دوچارعورتیں مل کربیٹھتی ہیں دوسری بہنوں کی برائیاں ایک دوسرے سے کرتی ہیں۔بعد میں اکثرلڑائیاں ہوتی ہیں اور پشیمان ہونا پڑتا ہے۔سلسلہ کی عورتوں کوچاھیئے کہ کبھی کسی بہن کی برائی نہ کریں۔قرآن کریم میں ہے: ’’لَاتَجَسَّسُوْ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا‘‘(الحجرات) کہ دوسروں کےعیب نہ ڈھونڈواوراگرکسی کا عیب معلوم ہوجائےتوبیان نہ کرتے پھرو،اس لئےاول توکسی کےعیب معلوم کرنے کی کوشش ہی نہ کرواور

اگر اتفاقاً معلوم ہو جائے تو اس کو چھپاؤ، لوگوں سے بیان نہ کرتے پھرو کیونکہ اس سے برائی پھیلتی ہے، کم نہیں ہوتی۔

بدگمانی

یہ بھی بہت بڑی برائی ہے۔ بعض حالتوں میں گناہ بن جاتی ہے۔ بدگمانی سے دل ہمیشہ وسوسوں سے بھرا رہتا ہے۔ ایسے آدمی کو اپنا فکر نہیں ہوتا دوسروں کا ہی فکر ہوتا ہے۔ وہ سکونِ دل کھو بیٹھتا ہے۔ اور اس طرح اللہ اللہ کرنے سے رہ جاتا ہے لہٰذا بدگمانی ہرگز نہ کرو۔ ہمیشہ نیک گمان رکھا کرو۔ تم کو کیا غرض کوئی کیسا ہی ہو وہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے۔ تم کسی کے ٹھیکیدار ہو اگر کوئی برا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی سے پوچھے گا۔ تم سے ہرگز نہیں پوچھے گا کہ فلاں آدمی نے یہ برائی کیوں کی

مختصر یہ کہ اوپر جتنی برائیاں بیان ہوئیں یہ سب سلوک کی رکاوٹیں ہیں ان سے بچو ورنہ کامیابی ناممکن ہے۔ ان برائیوں کے علاوہ اور جو بڑے بڑے گناہ ہیں وہ مشہور عام ہیں۔ تم ان سب کو جانتے ہو۔ ان سے تو عام مسلمان بھی بچتے ہیں، تم کیوں نہ بچو گے۔ لہٰذا ان کا بیان نہیں کیا جاتا۔

حقوق العباد

اخلاق حسنہ میں حقوق العباد کو بہ احسن پورا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنی وہ سب باتیں جو پیچھے بیان کی گئی ہیں۔ یاد رکھو کہ اخلاق کی بنیاد گھر میں پڑتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ باہر تو آدمی لوگوں سے ڈرتا ہے اور ان کا لحاظ بھی کرتا ہے۔ اس لئے مجبوراً خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ بیوی اور بچے اس کے دست نگر اور اس سے کمزور ہوتے ہیں اس لئے وہ گھر میں اپنی

جباری اور قہاری کا پورا مظاہرہ کرتا ہے۔ ناراض ہوتا ہے، گالیاں دیتا ہے، مارتا پیٹتا ہے ،کھانے کپڑے سے تنگ رکھتا ہے۔الغرض ان کو بھی تکلیف دیتا ہے اور خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔اس طرح گھر کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ دماغ پریشان رہتا ہے، دل گھبراتا ہے۔ ان حالات میں نہ اللہ اللہ ہی ہو سکتی ہے نہ دنیا کے کام ہی اچھی طرح کئے جا سکتے ہیں۔اس پر بھی یہ شخص اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ یہ سب کچھ اس کا اپنا کیا دھرا ہے اور اس نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔اس لئے سلسلے کے تمام اشخاص کو چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوب محبت اور شفقت سے پیش آئیں، ان کی تمام ضروریات کو خوشی خوشی پورا کریں، ان کے قصوروں کو معاف کریں اور محبت سے ان کی اصلاح کرتے رہیں۔عورتوں پر بھی فرض ہے کہ خاوند کی خدمت کریں، ان کا حکم مانیں۔ان کی تمام ضروریات ان کے کہے بغیر تیار اور پوری کر دیا کریں۔سلیقہ سے رہیں، گھر کو صاف ستھرا اور بچوں کو پاک صاف رکھیں۔سختی سے کبھی نہ بولیں۔اگر خاوند کبھی سختی سے بات کرے تو صبر کریں، جواب نہ دیں۔کپڑے لتے سادہ پہنیں۔زیور کا شوق نہ رکھیں، اصل زیور نیکی ہے۔الغرض میاں بیوی دونوں مل کر گھر کو جنت کا نمونہ بنادیں ایسے گھر پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔برخلاف اس کے جہاں لڑائی اور فساد رہتا ہے وہاں خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ رزق میں کمی آجاتی ہے، بیماریاں گھیر لیتی ہیں اور وہ گھر جہنم بن جاتا ہے۔

جہاں صاحب خانہ کے ساتھ اس کے ماں باپ بھی رہتے ہیں اور ساس بہو میں نہ بنتی ہو وہاں درحقیقت بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ایسے حالات میں صاحب خانہ کی بیگم کو چاہئے کہ حتیٰ الامکان ساس کی خوب خدمت کرے اور اس کو خوش رکھے۔پھر بھی کام نہ چلے تو خاموشی سے فرائض خانہ داری ادا کرتی رہے۔لڑائی ہرگز نہ کرے۔صاحب خانہ کو چاہئے کہ ماں باپ کتنے ہی ناراض ہوں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور ان کے سامنے کبھی اُف بھی

نہ کرے لیکن اگر ماں باپ خلافِ حق کوئی حکم دیں تو ان کو جواب تو ہرگز نہ دے لیکن کرے وہی جو حق ہو۔

ہمارے معاشرے میں بڑی مصیبت یہ ہے کہ اکثر ماں باپ ساٹھ ستر برس پہلے کی ذہنیت رکھتے ہیں اور اولاد موجودہ دور کی ،اس واسطے نباہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ایسی حالت میں ماں باپ اگر پرانی دقیانوسی اور خلاف اسلام رسموں کو قائم رکھنا چاہیں تو ان کی بات نہیں ماننی چاہئے ورنہ آئندہ نسلوں کی بھی کبھی اصلاح نہیں ہو سکے گی اور قوم کبھی ترقی نہ کرے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ماں باپ کو سختی سے جواب ہرگز نہ دیا جائے مگر کیا وہی جائے جو حق ہو۔ ماں باپ، بیوی بچوں، بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے تمام حقوق خوشی سے ادا کرو۔شہریت کے قواعد پر پوری طرح عمل کرو۔ایک اچھے شہری بن کر رہو اور کسی کو بھی کبھی شکایت کا موقعہ نہ دو۔

فرائض منصبی

تم روزی کمانے کے لئے جو کام بھی کرتے ہو پوری محنت اور شوق سے کرو۔ بددلی سے نہ کرو۔تجارت کرتے ہو یا زراعت، ہمیشہ ایمانداری کو اپنا نصب العین بناؤ اور خوب محنت سے کام کرو۔اگر ملازم ہو تو اپنی ڈیوٹی پوری دیانت داری، محنت اور شوق سے انجام دو اور یاد رکھو کہ تم قوم کا کام کر رہے ہو۔اگر بے دلی یا بددیانتی سے کام کرو گے تو قوم کو نقصان پہنچاؤ گے اور دنیا اور آخرت دونوں میں خراب ہو گے۔

اخلاق کا بیان ختم ہوا اب ہم آثار روحانی کا ذکر کرتے ہیں۔

(5)

آثارِروحانی

آداب سلوک ذکر اورتزکیہ اخلاق کے بارے میں جو کچھ بتایا جاچکا ہے اگر تم ان سب باتوں پر تندہی اور ذوق وشوق سے عمل کرو گے تو زیادہ سے زیادہ دو تین ماہ کے اندر ہی اپنی طبیعت میں ایک عظیم تبدیلی محسوس کرو گے۔اس تبدیلی میں مندرجہ ذیل باتیں ظہور پذیر ہوسکتی ہیں:

1۔ نماز اور ذکر میں مزہ آنے لگتا ہے۔

2۔ گناہوں اور برائیوں کی طرف رغبت نہیں رہتی اور اس کے بعدوہ نا گوار معلوم ہوتی ہیں۔

3۔ دنیوی خواہشات،،رنج وغم اور تفکرات کا اثر دل پر کم ہوتا ہے اور آخر میں بالکل جاتا رہتا ہے اور سلوک کی آخری منازل میں تو مصائب اور رنج وغم میں لطف آنے لگتا ہے

4۔ اکثر سالکوں کا قلب جاری ہوجاتا ہے اور بہتوں کا نہیں بھی ہوتا۔

5۔ دل میں گرمی اور سوز پیدا ہوجاتا ہے اور اس میں بڑا مزہ اور سرور آتا ہے۔رفتہ رفتہ یہ سوز اور حرارت بڑھتی رہتی ہے۔اس کے بعد نشہ اور بے خودی پیدا ہوجاتی ہے،اس کو جذب بھی کہتے ہیں۔اگر یہ کیفیت حد سے بڑھنے لگے اور عقل کے مسلوب ہونے کا اندیشہ ہو تو ذکر بند کردینا چاہئے۔جذب کا پیدا ہونا سلوک طے کرنے کے لئے بہت ضروری بلکہ ناگزیر ہے لیکن یہ اتنا نہیں بڑھنا چاہئے کہ آدمی پاگل ہوجائے۔

6۔ جذب کی ابتدا ہی میں شیخ اور دوسرے بزرگوں کی توجہ کا اثر محسوس ہونے لگتا ہے اور جب جذب کسی قدر زیادہ ہو جاتا ہے تو سالک خود بھی دوسروں کو توجہ دینے لگتا ہے۔

7۔ بعض آدمیوں کو نور، روشنی یا روحانی شکلیں نظر آتی ہیں اور بزرگوں کی زیارتیں خواب یا جاگتے میں ہوتی ہیں لیکن یہ کیفیت جذب پیدا ہوئے بغیر ہونے لگے تو کچھ اچھی بات نہیں ہے۔ اس پر غرور اور فخر بالکل نہیں کرنا چاہئے نہ کسی کو بتانا چاہئے کہ میں کیا دیکھتا ہوں۔

8۔ کشف و کرامات کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ماضی و مستقبل کے حالات معلوم ہونے لگتے ہیں۔ لوگوں کے دل کا حال منکشف ہو جاتا ہے لیکن اس کو علم غیب نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ کیفیت ہمیشہ نہیں رہتی۔ نہ ہر بات جب چاہو معلوم ہو سکتی ہے بلکہ جب اور جو چیز اللہ تعالیٰ چاہے صرف وہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر غرور بالکل نہیں کرنا چاہئے اور ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں کامل ہو گیا ہوں۔ اب ترقی کی گنجائش نہیں رہی۔ جس سالک کے دل میں یہ خیال آ جائے گا وہ ترقی کرنے سے رہ جائے گا اور آخر میں جب کشف کی طاقت بھی جاتی رہے گی تو پچھتائے گا۔ یہی حال کرامات کا ہے، اس درجہ پر اکثر منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات تو بعض واقعات ایسے پیش آتے ہیں، جو عقلاً محال ہوتے ہیں۔ مثلاً صرف کہہ دینے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا سارے شہر کی بجلی غائب ہو اور شہر بھر کے بجلی کے پنکھے اور بجلی کی روشنی بند ہو لیکن سالک کے سامنے جو پنکھا لگا ہو وہ چلتا رہے اور گھنٹوں چلتا رہے، یا سالک کے سر پر جو بجلی کا بلب ہے وہ روشن رہے اور گھنٹوں روشن رہے، یہ کیا اس سے بھی عجیب عجیب واقعات ظہور میں آ سکتے ہیں لیکن ان باتوں پر بھی سالک کو فخر و غرور نہیں کرنا چاہئے اور یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں کامل ہو گیا ہوں۔ سالک کو غور کرنا چاہئے کہ وہ ہمیشہ یہ باتیں نہیں کر سکتا۔ نہ وہ ہر مردہ کو زندہ کر سکتا ہے، نہ بلب کو روشن رکھ سکتا ہے۔ اس طرح اس پر ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب اتفاقاً کبھی شاذونادر محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسی کی طاقت

سے ہوتا ہے۔ سالک ان معاملات میں جتنا غور کرے گا تو اپنے آپ کو مجبور اور محتاج پائے گا اور یہی حقیقت بھی ہے۔

9۔ دوزخ اور جنتیں نظر آنے لگتی ہیں اور ان سے آگے ہاہوت اور ہو کی سیر بھی ہوتی ہے۔ بعض سالکوں کو یہ مقامات خواب میں نظر آتے ہیں، بعض کو حالت نیم خوابی میں ان کی سیر ہوتی ہے۔ بعض سالکوں کو یہ مقامات دکھائی نہیں دیتے بلکہ ان کو روحانی طور پر ان کا ادراک ہوتا ہے۔ ان کا مرتبہ ان سے زیادہ ہے جن کو یہ مقام دکھائی دیتے ہیں۔ مگر یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہر ایک کو میسر نہیں آتی کسی کسی کو میسر آتی ہے۔ جن کو یہ میسر نہ ہوان کو مایوس نہ ہونا چاہئے ان کو آخر عمر میں کبھی نہ کبھی یہ سب کچھ دکھائی دے گا۔

10۔ لطائف عالم امر کا ادراک اور علم حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ صرف ان کو ہوتا ہے جو عارف بننے والے ہیں۔

11۔ کیفت نمبر 5 کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان میں زیادتی ہونے لگتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ محبت بڑھتی جاتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ہر جگہ موجودگی کا احساس ہونے لگتا ہے، پھر یہ احساس ادراک میں بدل جاتا ہے۔ مختلف صورتوں میں اللہ تعالیٰ کا جمال جہاں آراء دکھائی دیتا ہے اور اگر قسمت میں ہوتو آخر میں ذات کا نظارہ بھی ہو جاتا ہے۔ یہ سلوک کا بہت ہی بڑا مرتبہ ہے لیکن سب سے بڑا مرتبہ یہ ہے کہ سالک جو کچھ دیکھتا ہے اس کی حقیقت بھی اس پر واضح ہو جاتی ہے یہی آخری مقام اور کمال کا درجہ ہے۔

تنبیہہ! یہ سب کچھ صرف اس حالت میں ہوتا ہے جب کہ دل میں سوز وحرارت پیدا ہو جانے کے بعد انسان نیک رہے۔ گناہ نہ کرے اور تسلیم و رضا میں کمال پیدا کرے۔

ان باتوں کا بیان ہم نے اس قدر صاف صاف غالباً سب سے پہلے کیا ہے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کو حالات کے سمجھنے میں مدد ملے۔ اس سے پہلے تو یہ ساری باتیں صیغہ راز

ہی میں رکھی جاتی تھیں ۔لیکن پڑھنے والوں کو یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے ان کے علاوہ کوئی اور کیفیت وارد ہی نہیں ہوتی یا یہ کیفیتیں اسی ترتیب سے وارد ہوتی ہیں ۔یہ علم خدا کی ذات وصفات کی طرح بے پایاں ہے خدا ہی جانے کیا کیا کچھ نظر آتا اور روح پر گزرتا ہے۔جس نے جو کچھ دیکھا وہی لکھا ہے ہم نے بھی جو کچھ مشاہدہ اور تجربہ کیا لکھ دیا ہے لیکن یہ سب کچھ حرفِ آخر نہیں ہے ۔اب کچھ بیان سماع اور سلسلہ کی تنظیم کا کیا جاتا ہے ۔

(6)
سماع

سلسلہ توحیدیہ میں سماع سننے کی اجازت ہے خواہ ساز کے ساتھ ہو یا بغیر ساز کے۔
لیکن اس بات کی ہرگز اجازت نہیں ہے کہ سماع کو ایک شغل بنالیا جائے، اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے روزانہ یا ہفتہ وار مقرر کر کے سماع کی محفلیں منعقد کی جائیں اور سماع کو سلسلے کا ایک شغل سمجھ لیا جائے۔ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر کہیں چلتے پھرتے سماع سننے کا اتفاق ہو جائے تو سن سکتے ہو یا خود سال بھر میں ایک دو مرتبہ محفل سماع منعقد کرا سکتے ہو۔ عورتوں سے سماع سننے کی اجازت نہیں ہے جب کہ وہ سامنے موجود ہوں۔ ہاں ریڈیو اور ٹی وی پر عورتوں سے سماع سن سکتے ہو۔ سینما میں بھی سننے کی اجازت ہے۔ صرف ایسا سماع سننے اور فلم دیکھنے کی اجازت ہے جو مخرب اخلاق اور فحش نہ ہو۔ گندے قسم کے فلم دیکھنے اور گانے اور گیت وغیرہ سننے کی اجازت نہیں ہے حمد اور نعت اور اولیاء اللہ کی شان میں منقبت بھی بڑے شوق سے سن سکتے ہو۔ لیکن اگر کسی بزرگ کی تعریف میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی لحاظ سے بھی برابری یا شرک کا پہلو نکلتا ہو تو ہرگز نہ سنو۔ اگر تم ریڈیو پر سن رہے ہو اور گانے یا قوالی میں کوئی ایسا شعر آجائے جہاں رسول اللہ ﷺ یا کسی بزرگ کی تعریف اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ چڑھ کر کی گئی ہو تو استغفر اللہ کہو اور ریڈیو بند کر دو۔

قوالی کرا سکتے ہو لیکن سال میں دو مرتبہ سے زیادہ نہیں۔ شرط یہ ہے کہ قوالی کی محفل بند مکان میں کرائی جائے اور وہاں صرف اہل دل حضرات یا دوسرے تعلیم یافتہ مہذب اور صاحب اخلاق آدمی شریک ہوں، سرِ راہ عام قوالی کی اجازت نہیں ہے۔ قوالوں کو پہلے ہی سے ہدایت کر دی جائے کہ ایسا کوئی شعر ہرگز نہ پڑھیں جس میں رسول اللہ ﷺ یا کسی ولی اللہ کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیا گیا ہو یا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی لحاظ سے بھی شرک کا کوئی پہلو

نکلتا ہو۔اگر قوال باوجوداس کے کوئی چیز گائے تو قوالی بند کروادو اور اس قوال کو نرمی اور اخلاق کے ساتھ محفل سے چلتا کردو۔

(7)

تنظیم سلسلہ

سلسلہ

تمام پاکستان اور دوسرے ملکوں میں جتنے مرید اس سلسلے کے ہوں گے ان سب کی ہیت اجتماعیہ سلسلہ توحیدیہ کہلائے گی۔

حلقہ

ہر شہر میں جو لوگ سلسلے کے ہوں گے ان کی جماعت حلقہ کہلائے گی۔ سلسلہ کی ترکیب یہ ہوگی۔

1۔ شیخ سلسلہ　　2۔ ایک خلیفہ یا جانشین　　3۔ مجازین

4۔ خادم اور خادمائیں　　5۔ طالب اور مرید

شیخ سلسلہ

1۔ جب تک سلسلہ توحیدیہ قائم رہے اس کا صرف ایک ہی شیخ ہوا کرے گا یعنی دوسرے سلسلوں کی طرح یہ نہیں ہوگا کہ موجودہ شیخ اپنی زندگی ہی میں بہت سے خلیفہ بنا دے اور وہ لوگوں کو اپنے لئے اپنے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس میں یہ نقص ہے کہ ہر خلیفہ کا مزاج، اخلاق، کردار اور تعلیم دوسرے سے کسی نہ کسی قدر ضرور مختلف ہوتی ہے اور اس وجہ سے ارکانِ سلسلہ کے اخلاق و کردار اور تعلیم میں بھی ہم آہنگی اور یکسانیت باقی نہیں رہتی۔ اس طرح شیخ

سلسلہ کی زندگی ہی میں (ورنہ اس کے بعد تو لازماً) پورا سلسلہ بہت سے مختلف حصوں میں بٹ جاتا ہے۔

2۔ شیخ سلسلے کا واحد روحانی پیشوا ہوگا اور سلسلے کے تمام افراد پر اس کی اطاعت لازم ہوگی۔ شیخ سلسلہ کا فرض ہوگا کہ اپنے طالبوں اور مریدوں کی روحانی اور دنیوی ترقی کا ہمیشہ خیال رکھے اور ان کی ہر طرح اصلاح کرے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کی جبلی اور فطرتی قابلیت کے مطابق فیض پہنچاتا رہے۔

3۔ شیخ سلسلہ کے تمام حکم اور فیصلے ناطق اور نا قابل تنقید ہوں گے، جو آدمی نہ مانے گا اس کو پہلے محبت سے سمجھایا جائے گا کہ حکم نہ ماننے میں یہ نقصان اور ماننے میں یہ فائدہ ہے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس کو زجر و توبیخ کی جا سکتی ہے اور پھر بھی نہ مانے تو بیعت فسخ کر کے سلسلے سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ توحیدیہ سلسلہ کوئی سیاسی یا معاشرتی جماعت نہیں جہاں ہر شخص اپنے لیڈر پر اعتراض کر سکتا ہے۔ یہ سلسلہ تو ایک خاص صوفیوں کی جماعت ہے اس میں جب تک شیخ کی کامل اطاعت نہ کی جائے تصوف کا علم حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

4۔ شیخ سلسلہ کا فرض ہے کہ داڑھی رکھے اور شریعت کا قولاً اور فعلاً پابند ہو۔

5۔ سادہ زندگی بسر کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا استطاعت دے تو بھی اچھے مکان میں نہ رہے یا موٹر وغیرہ نہ رکھے۔ سادہ زندگی سے مراد یہ ہے کہ زیادہ قیمتی کپڑے نہ پہنے۔ ٹھاٹھ باٹ یعنی کر و فر سے نہ رہے سادہ کھائے، سادہ پہنے، دنیوی دولت پر فخر و غرور نہ کرے۔ فقیرانہ لباس البتہ نہ پہنے معمولی دنیا داروں کا سا لباس پہنے۔

6۔ اس کے مکان کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا رہے جو لوگ ملنے آئیں ان کو انتظار کی زحمت برداشت نہ کرنی پڑے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ ہمارے عوام کو اس بات کی مطلق تمیز نہیں ہے کہ جس سے ہم ملنے جا رہے ہیں اس کو تکلیف ہوگی۔ یہ لوگ جس

وقت دل چاہتا ہے چلے آتے ہیں حتیٰ کہ رات کو بارہ اور دو بجے بھی آجاتے ہیں اور سورج نکلنے سے پہلے ہی آن موجود ہوتے ہیں۔ اس بات سے فقیر کو تکلیف ہوتی ہے اور اشغال میں فرق بھی آتا ہے اس لئے ملنے کا وقت مقرر کر دیا جائے۔

7۔ جو لوگ ملنے آئیں بلا لحاظ عقیدہ اور مذہب وملت ان کے ساتھ محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ان کا دکھ درد پوچھے۔ جو لوگ صرف دنیاوی امور کے لئے آئیں اس سے صاف کہہ دے کہ مجھ میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے کہ تمہارا کام کر دوں۔ میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ چاہے گا تو کام ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ پھر ان کے لئے اسی وقت دعا کر دے۔

8۔ **قوت برداشت:** اپنے مریدوں سے عزت، محبت اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ وہ خواہ کتنی بھی غلطیاں کریں ان کو سمجھاتا اور معاف کرتا رہے۔ ان پر سختی نہ کرے، نہ ناراض ہو۔ ہمیشہ یاد رکھے کہ وہ اس کے نوکر یا غلام نہیں ہیں، شاگرد ہیں اور اپنی خوشی سے سلسلے میں شامل ہوئے ہیں۔ شیخ کا کام صرف تعلیم دینا، راستہ بتانا اور فیض پہنچانا ہے۔ اگر وہ بتانے کے باوجود اپنی اصلاح نہیں کرتے تو خود نقصان اٹھائیں گے اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں گے جس کے لئے مرید ہوئے ہیں۔ ہاں اگر کسی مرید کی متواتر نافرمانی یا کسی دوسری حرکت سے حلقہ میں فساد یا گمراہی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے لوگوں کو سلسلے سے خارج کر دینا چاہئے۔ جو لوگ اس طرح خارج کئے جائیں ان کے ساتھ سلسلے کے ہر مرید کو ہر قسم کے تعلقات ختم کر دینے ضروری ہیں سوائے رشتہ داری کے تعلقات کے۔

9۔ **اِصلاح:** شیخ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سلسلہ صرف لوگوں کے اخلاق کی اصلاح روحانی طریقوں سے کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اور اصلاح کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ رسول اکرم ﷺ پر اسی کام کی وجہ سے تیرہ برس تک بے انتہا سختیاں ہوتی رہیں۔ حضور ﷺ کے بعد بھی جس کسی نے اصلاح کا کام کیا اس کو ہر طرح کی سختیاں برداشت کرنی

پڑیں اور آئندہ بھی یہی ہوگا۔لوگ گالیاں دیں گے، برا بھلا کہیں گے، بدنام کریں گے،طرح طرح کے الزام لگائیں گے۔ شیخ کو چاہئے کہ ہرمخالفت کا خیال کیےبغیر اپنے کام میں لگا رہے۔اپنی صفائی اور مدافعت کی کوشش میں نہ لگ جائے ورنہ اصلاح کا کام نا تمام رہ جائے گا۔اس کے لئے بھی بے پناہ قوت برداشت یعنی صبر کی ضرورت ہے۔

10۔ اپنی مجلس میں امیر وغریب سب سے برابر کا برتاؤ کرے۔امیروں کوغریبوں پرفوقیت نہ دے۔مجلس میں امیر وغریب بلا امتیاز بیٹھیں۔

11۔ اپنے ہاتھ چومنے اور معانقہ کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔لیکن اس وقت جب بہت بھیڑ بھاڑ نہ ہولیکن پاؤں چومنے کی اجازت ہرگز نہ دے، نہ کسی کو سجدہ کرنے دے۔ نہ اتنا ادب کرنے دے جو نماز کے ارکان سے ملتا جلتا ہو اور جس میں عبادت کی مماثلت پائی جائے۔

12۔ کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے۔اس کے خاوند یا رشتہ دار کی موجودگی میں ملے۔یا بہت سی عورتیں ساتھ ہوں تو مل سکتا ہے۔عورتوں سے ہنس کر بات نہ کریں اور بے تکلفی نہ برتے، کام کی بات کرتے ہی رخصت کردے۔

13۔ نذرانے وغیرہ بالکل نہ لے البتہ کوئی شخص ہدیہ دے تو قبول کرلے۔

14۔ اگر کوئی شخص ایسا ملنے آئے جو کافر یا دہریہ ہو یا بہت بدچلن اور بدنام ہو تو اس سے بھی اسی خلوص،خُلق اور محبت سے ملے جیسے اوروں سے ملتا ہے۔یاد رہے کہ اصلاح صرف محبت اور خوش اخلاقی سے ہوتی ہے جور وجبر اور برا بھلا کہنے سے نہیں ہوتی۔

15۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ حکمت اور وعظ ونصیحت کی باتیں کرے، بحث ومباحثہ بالکل نہ کرے۔جو بحث کرنا چاہے اس سے معافی مانگ کر بات کوختم کردے۔

16۔جو لوگ اخلاق کی باتوں یا تصوف وروحانیت کے منازل ومقامات یا کوائف

وواردات کے متعلق اپنی الجھنیں دور کرنا چاہیں ان کو شافی جواب دے اور ان کی تسلی کرنے کی پوری کوشش کرے لیکن یہ باتیں تنہائی یا فقط ان لوگوں کے سامنے کی جائیں جو ان کو سمجھنے کے اہل ہوں۔ ایسی گفتگو کا انداز افہام و تفہیم کا ہونا چاہیئے بحث و مباحثہ کا نہیں۔

17۔ شیخ کو چاہیئے کہ جو لوگ مرید ہونا چاہیں ان کو فوراً ہی مرید نہ کرے بلکہ پہلے طالب بنائے یعنی ان کو سلسلے کے اذکار و اشغال، تزکیہ اخلاق کی باتیں اور سلوک کے ادب و آداب تلقین کرے اور توجہ دینی بھی شروع کر دے اور دیکھے کہ سچے طالب ہیں اور باقاعدہ کام کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ عمل کریں اور جب ان میں کچھ آثار روحانیت پیدا ہو جائیں اور ان کی اخلاقی حالت کچھ بہتر ہو جائے۔ مثلاً جب ان کا قلب جاری ہو جائے یا قلب میں حرارت معلومہ پیدا ہو جائے اور غصہ و نفرت وغیرہ کم ہو جائے تو بیعت کر کے مرید کر لے اس سے پہلے وہ طالب کہلائیں گے لیکن سلسلے میں شامل سمجھے جائیں گے۔

18۔ شیخ کو چاہیئے کہ اندھا دھند ہر ایک کو طالب نہ بنائے نہ مرید کرے۔ اور یاد رکھے کہ یہ سلسلہ خصوصاً مغربی تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی اصلاح کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ مریدوں کی تعداد و بڑھا کرنا اہل لوگوں کا لشکر جمع کر لینا مقصود نہیں ہے۔ سلسلے میں کم سے کم آدمی ہوں تو پرواہ نہیں۔ لیکن جو ہوں وہ زیادہ سے زیادہ روحانیت حاصل کر لیں اور ان میں زیادہ سے زیادہ اخلاق حسنہ پیدا ہو جائے۔ دوسرے اہل لوگوں کو بھی بیعت کیا جا سکتا ہے مگر خوب ٹھوک بجا کر اور کافی عرصہ تک طالب رہنے کے بعد۔

19۔ شیخ کا فرض ہے کہ مریدوں کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کی دنیوی ترقی کا بھی پورا خیال رکھے۔ ان کے لئے دعا کرے اور ہمت بھی صَرف کرے۔ دنیوی امور میں ان کو مناسب مشورے دے اور کسی دوسرے ذریعے اور اثر و رسوخ سے مدد کر سکے تو وہ بھی کرے۔ اپنے مریدوں کو حکم دے کہ وہ پرائیوٹ طور پر امتحان پاس کر کے اپنی علمی اہلیت کو

بڑھاتے رہیں۔ جو میٹرک نہیں ہیں وہ میٹرک پاس کریں جو میٹرک ہیں، ایف اے، بی اے، اور ایم اے تک پڑھنے کی کوشش کریں۔ جو صنعت وحرفت اور مکینک کا کام کرتے ہیں یا کوئی ٹیکنیکل کام کرتے ہیں وہ بھی آگے امتحانات پاس کرتے رہیں اور جو کر سکیں وہ انتہائے کمال تک سائنس کی تکمیل کریں۔

20۔ شیخ کو چاہئے کہ جس شہر یا قریہ میں کم از کم پانچ آدمی طالب اور مرید ہو جائیں وہاں ایک حلقہ قائم کر دے اور ان آدمیوں میں سے کسی ایک مناسب آدمی کو جس کا مرید ہونا ضروری ہے خادم حلقہ مقرر کر دے اور اس میں اہلیت دیکھے تو اس کو مجاز بھی بنا دے۔ خادم اور مجاز کے فرائض آگے بتائے جائیں گے۔

21۔ شیخ کو چاہئے کہ اپنا صرف ایک خلیفہ یا جانشین بنائے اور اس کے نام کا اعلان اپنی زندگی ہی میں کر دے تا کہ بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ شیخ جس کسی کو خلیفہ مقرر کر دے یا کرنا چاہے اپنی زندگی میں ہی اہل سلسلہ کی اصلاح اور روحانی فیض رسانی کا کام اس سے اپنی نگرانی میں کرائے اور رفتہ رفتہ حلقہ کا سارا کام اسی کے سپرد کر دے۔

22۔ اگر شیخ کسی خاص وقت تک خلیفہ کے نام کا اعلان نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ جس شخص کو اپنا جانشین یا شیخ سلسلہ مقرر کرنا ہو اس کی تقرری کا باقاعدہ پروانہ لکھ کر اور اس پر اپنے دستخط کر کے بطور وصیت اپنے پاس رکھ لے یا سلسلے کے کسی دوسرے آدمی کے پاس رکھوا دے۔ اس طرح کہ اس کے (شیخ کے) مرتے ہی وہ رقعہ آسانی سے مل جائے۔ لفافہ پر لکھ دے کہ یہ لفافہ میرے مرنے کے بعد کم از کم سلسلے کے پانچ آدمیوں کی موجودگی میں کھولا جائے۔ یہ پانچ آدمی اگر مجاز ہوں تو بہتر ہے۔

23۔ اگر کسی وجہ سے شیخ نہ تو کسی خلیفہ کے نام کا اعلان کر سکے نہ اس کی تقرری کے لئے تحریری وصیت چھوڑ سکے تو اس صورت میں حلقہ کے تمام مجاز یا کل مجازین کے تین چوتھائی

ایک جگہ اکٹھے ہوں اور اتفاق یا کثرت رائے سے تمام مجازین میں سے کسی ایک مناسب آدمی کو شیخ سلسلہ منتخب کرلیں۔ جو مجازین اس شیخ منتخب کے خلاف رائے دیں ان کو میں اپنی محبت اور خدمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس آدمی کے خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد اس کی اسی طرح فرماں برداری کریں گویا انہوں نے خود ہی اس کو منتخب کیا ہے۔ اگر کوئی شخص اس شیخ منتخب کو شیخ تسلیم نہ کرے گا یا اس کے احکام نہ مانے گا تو میں خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے لکھ رہا ہوں کہ وہ گمراہ اور تباہ ہو جائے گا۔ شیخ وقت کو چاہئے کہ ایسے آدمی یا آدمیوں کو سلسلہ سے خارج کر دے۔

24۔ نیا شیخ منتخب ہو جانے کے بعد سلسلے کے تمام مرید جن میں خادم، خادمائیں اور مجاز بھی شامل ہیں اس کے ہاتھ پر براہ راست یا مجازوں، خادموں اور خادماؤں کے توسل سے دست بیعت یا تحریری بیعت کر کے تجدید بیعت کریں گے۔ یہ ضروری ہے، یہاں میں تمام مجازین کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ سلسلے میں شیخ بننے کی خواہش سے شامل نہیں ہوئے ہیں بلکہ اپنی اور مسلمانوں کی اصلاح اور روحانی مراتب حاصل کرنے کے لئے شامل ہوئے ہیں۔ لہٰذا جس کو شیخ بننے کی تمنا ہوگی اس میں خلوص نہیں ہے بلکہ وہ ریاکار ہے اور شیخ بننے کا ہرگز اہل نہیں ہے۔

25۔ شیخ کو چاہئے کہ اپنے کسی قریبی رشتہ دار مثلاً بیٹے، بھتیجے، بھانجے یا پوتے نواسے وغیرہ کو اپنا جانشین ہرگز نہ بنائے۔ خواہ وہ اس کا اہل ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا کرنے سے حلقہ ایک وراثتی گدی نہ بننے پائے گا۔

26۔ شیخ کی قبر پر عام اجتماع کسی شکل میں بھی نہ کئے جائیں مثلاً قوالی، قرآن خوانی، فاتحہ خوانی وغیرہ۔

27۔ شیخ کی قبر پر نہ چادریں چڑھائی جائیں۔ نہ قبر کو چوما چاٹا جائے۔ نہ قبر پرستی کی اور کوئی حرکت کسی کو کرنے دی جائے۔

خلیفہ یا جانشین

شیخ کو چاہیئے کہ خلیفہ جانشین صرف اس شخص کو بنائے جو سلسلہ کا بہترین آدمی ہو۔ شیخ کی ذاتی محبت یا تعلقات کا ایسے تقرر پر مطلق اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلاف حق ہے۔ جو آدمی مقرر کیا جائے اس میں یہ چھ صفات اگر بدرجہ کمال نہیں تو بدرجہ اولیٰ موجود ہونی چاہئیں۔

1۔ روحانی طاقت 2۔ اخلاق حسنہ 3۔ علم معرفت
4۔ علم دین 5۔ علم دنیا 6۔ ایڈمنسٹریشن کی لیاقت

اب ان سب کا مختصر سا بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ روحانی طاقت:

اتنی ہو کہ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے دور دراز مقامات پر مریدوں کو توجہ دے سکے اور توجہ سے ان کے خیالات بدل سکے۔ مگر یہاں پر یہ بات یاد رکھو کہ یہ توجہ انہی کو پہنچے گی جو بتائی ہوئی تعلیم پر پوری طرح عمل کر رہے ہوں گے۔

2۔ اخلاق حسنہ:

اس کا اخلاق اتنا اچھا اور مزاج اتنا شگفتہ ہو کہ جس آدمی سے بات کرے وہی اس کا گرویدہ ہو جائے۔ لہجہ نرم، الفاظ شائستہ اور قوت برداشت اتنی ہو کہ خواہ کتنی بھی دقتیں پیش آئیں اس کا مزاج ہمیشہ ٹھنڈا رہے۔ اور مرید خواہ کتنی ہی غلطیاں کریں اس کو غصہ نہ آئے اور انہیں ہمیشہ معاف کرتا رہے۔ ہر برائی کے بدلے میں نیکی سے پیش آئے۔

3۔ علم معرفت:

حقیقت الاشیاء سے واقف ہو اور عالم روحانی اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔

4۔ علم دین:

قرآن کریم کی کچھ تفاسیر متقدمین اور متاخرین دونوں کی لکھی ہوئی پڑھی ہوں۔تصوف،حدیث اور فقہ کی کتابیں بھی پڑھی ہوں اور ان کے اصول وفروع سے واقف ہو۔عام مسائل جانتا ہو اور اوامر نواہی سے خوب واقف ہو۔یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی عربی مدرسہ کا فاضل ہو۔

5۔ علم دنیا:

انگریزی، فارسی اور اردو کا اچھا علم رکھتا ہو، فلسفہ عتیق اور جدید پڑھا ہو۔علم نفسیات ضرور جانتا ہو۔تاریخ عالم اور فلسفہ تاریخ،جغرافیہ اور اقتصادیات کا علم رکھتا ہو۔سائنس سے اتنا واقف ہو کہ وہ موجودہ زمانہ کی ایجادات اور ان کے استعمال کے طریقوں اور ان کے فوائد ونقصانات کو خوب سمجھتا ہو۔

6۔ایڈمنسٹریشن:

ایڈمنسٹریشن کے اصول وقواعد پر کچھ کتابیں پڑھی ہوں اور بہتر ہے کہ کچھ تجربہ بھی رکھتا ہو۔

---------------- **نوٹ** ----------------

خلیفہ کے نام کا اعلان ہوجانے کے بعد بھی خلیفہ اپنے لئے کسی کو بیعت نہ کر سکے گا،
بلکہ جب تک شیخ زندہ ہے شیخ کے لئے ہی لوگوں کو بیعت کیا کرے گا۔

مَجاز

شیخ کو چاہئے کہ سلسلے کے بہترین آدمیوں میں سے چند کو اپنا مجاز مقرر کرے۔ان مجازین میں اس قدر روحانی قوت اور اخلاق حسنہ ہونا ضروری ہے کہ جو لوگ ان کے سپرد کیے جائے ان کی اصلاح کر سکیں۔توجہ دے سکیں اور ان کی روحانی رکاوٹوں کو سمجھ کر دور کر سکیں۔یہ

مجازین لوگوں کو شیخ سلسلہ کے لئے اپنے ہاتھ پر بیعت کر سکیں گے اور ان کو شیخ کی طرف سے تحریری پروانہ دیا جائے گا۔ عورتیں بھی مجاز بنائی جا سکتی ہیں۔

خدّام اور خادمائیں

شیخ کو چاہئے کہ جس شہر یا قریہ میں کم از کم پانچ آدمی مرید یا طالب کی حیثیت سے جمع ہو جائیں وہاں انہی پانچ آدمیوں میں سے کسی مناسب ترین آدمی کو خادم حلقہ مقرر کر دے۔ خادم حلقہ ایسا آدمی ہونا چاہئے جو توجہ دینے کے قابل ہو اور جس کا اخلاق سلسلے کے معیار پورا اترتا ہو۔

خادم حلقہ کے فرائض یہ ہوں گے:

1۔ وہ سب آدمیوں کو حلقہ کو تعلیم بتائے گا۔ ذکر کرنا سکھائے گا اور ان کے اخلاق کی اصلاح کرے گا۔

2۔ ہفتہ میں ایک دن اور وقت و جگہ مقرر کر کے سب آدمیوں کو وہاں اکٹھا کرے گا اور حلقہ ذکر قائم کر کے بالجہر ذکر کرائے گا۔ ذکر بند کمرے میں اس طرح کیا جائے کہ پڑوسیوں کو تکلیف نہ ہو۔

3۔ ہر مہینے حلقہ کے تمام آدمیوں سے ماہوار چندہ خیرات فنڈ کے لئے وصول کر کے ہر ماہ کی بیس تاریخ تک شیخ حلقہ کو بھیج دیا کرے گا یہ ماہوار چندہ کم از کم پانچ روپیہ ماہوار فی کس ہے، کوئی زیادہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ اجر دے گا۔ جو لوگ پانچ روپیہ ماہوار بھی نہ دے سکتے ہوں تو ان کچھ نہ لیا جائے گا۔

☆**نوٹ نمبر 1:** فی الحال یہ ماہوار چندہ صرف پانچ روپیہ ماہوار فی کس ہے۔ ممکن ہے آئندہ زیادہ کر دیا جائے۔ یہ روپیہ شیخ سلسلہ بنک میں جمع رکھے گا اور ایک ایک پیسہ کا حساب

با قاعدہ اکاؤنٹ بکس میں درج کرے گا۔اس طرح جب کافی رقم جمع ہو جائے گی تو ضرورت مند اہل سلسلہ کی امداد پر خرچ کی جائے گی۔ اگر کسی وقت یہ رقم بہت زیادہ ہو جائے تو اس کو مندرجہ ذیل امور پر خرچ کیا جائے گا۔

1۔ کوئی ماہوار رسالہ نکالا جائے جو سلسلہ توحیدیہ کہ تعلیم کی اشاعت کرے۔

2۔ کوئی ہسپتال قائم کیا جائے۔

3۔ کوئی سکول کھولا جائے جس کو رفتہ رفتہ کالج بنا دیا جائے۔

4۔ کوئی تبلیغی جماعت قائم کی جائے اور اس میں تنخواہ دار مبلغ ملازم رکھے جائیں

5۔ کوئی پریس قائم کیا جائے۔

☆**نوٹ نمبر 2:** جس شہر یا قریہ میں کم از کم پانچ عورتیں مرید ہو جائیں وہاں ان میں سے ایک کو جو مناسب ترین عورت ہو۔عورتوں کے حلقہ کی خادمہ مقرر کیا جائے۔اس خادمہ کی اہلیت اور فرائض بھی وہی ہوں گے جو خادم حلقہ کے لئے اوپر بتائے جا چکے ہیں۔

☆**نوٹ نمبر 3:** یہ خادم مجاز بھی ہو سکتے ہیں اور غیر مجاز بھی، کسی بھی مجاز کو خادم حلقہ بنایا جا سکتا ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر مجاز کو خادم حلقہ ضروری بنایا جائے۔

☆**نوٹ نمبر 4: تنبیہہ برائے خادمان حلقہ:** جس آدمی کو خادم حلقہ مقرر کیا جائے اس کو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اس عہدے پر فخر وغرور ہرگز نہ کرے۔یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام دوسرے آدمیوں سے افضل ہی ہو۔اس کو لازم ہے کہ اپنے حلقہ کے دوسرے آدمیوں کو کسی حیثیت سے بھی اپنے سے کمتر نہ سمجھے نہ ان پر حکم چلائے۔بلکہ سچ مچ خادموں کی مانند ان کے ساتھ پیش آئے۔ان کی جوتیاں تک سیدھی کرنے میں بھی عار نہ سمجھے۔ اسی طرح اس کے حلقے والوں کو بھی چاہئے کہ اس کا ہر حکم اس طرح مانیں جس طرح شیخ سلسلہ کا مانتے ہیں۔وہ یاد رکھیں کہ وہ شیخ سلسلہ کا نائب اور دست وبازو ہے اور اس کا ہر حکم دراصل شیخ کا

حکم ہے۔اگر کسی خادم کو کسی اہل حلقہ سے یا کسی اہل حلقہ کو خادم حلقہ سے کچھ شکایت ہو تو ان کو چاہئے کہ شیخ سلسلہ کو لکھ کر یا زبانی کہہ کہ فیصلہ کرائیں۔یہی حکم خادماؤں کے لئے بھی ہے۔

شروع شروع میں میں نے حلقہ پر جو آدمی ذکر کرانے کے لئے مقرر کیے تو ان کو امیر حلقہ کا خطاب دیا تھا۔بعد میں تجربہ ہوا کہ یہ امیر حلقہ تو اپنے آپ کو واقعی امیر سمجھنے لگے اور اپنے اہل حلقہ پر حکومت جتانے لگے۔ان لوگوں کو اپنی امارت پر سخت غرور ہو گیا اور ان کا اخلاق اور سلوک دونوں خراب ہو گئے۔یہ لوگ بہت ہی چھوٹے ظرف کے تھے۔اس لئے میں نے ان کو الگ کر دیا اور دوسرے لوگ مقرر کیے اور ان کا نام امیر حلقہ کی بجائے خادم حلقہ رکھا اور ان کو خوب سمجھا دیا کہ تم امیر اور حاکم نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں حلقہ کے خادم ہو۔اس لئے ہر خادم کو خیال رکھنا چاہئے کہ یہ بہت ہی معمولی خدمت ہے امیری نہیں ہے۔اس سے خود اس کی اپنی بہت اصلاح ہو گی۔یہ اسی کے فائدے کے لئے ہے۔اس لئے اس کو اس عہدے پر غرور نہیں کرنا چاہئے۔نہ اپنے آپ کو سردار اور حاکم سمجھنا چاہئے۔

☆**نوٹ نمبر 5:** خادم حلقہ اگر مجاز نہ ہو تو وہ لوگوں کو شیخ کے لئے بیعت نہیں کر سکتا۔ اسے چاہئے کہ جو آدمی بیعت ہونا چاھے اسے کسی مجاز کے پاس لے جائے۔

☆**نوٹ نمبر 6:** مجاز یا خادم لوگوں کو سلسلے میں شامل تو کر سکتے ہیں لیکن کسی اہل حلقہ کو حلقہ سے خارج نہیں کر سکتے۔یہ اختیار صرف شیخ سلسلہ کو ہے۔اگر کسی آدمی کو سلسلہ سے خارج کرنا ہو تو مجاز یا خادم کو چاہئے کہ مفصل معاملہ شیخ سلسلہ کو پیش کر کے اس آدمی کو خارج کرنے کی سفارش کرے۔

☆**نوٹ نمبر 7:** عورتوں اور مردوں کے حلقے بالکل الگ الگ ہوں گے۔مردوں کے اہل حلقہ خادم حلقہ یا کسی مجاز کو سلسلہ کی کسی عورت سے جو نامحرم ہو، کوئی واسطہ نہ ہو گا۔ عورتوں کے حلقہ کی خادمہ بھی انہی قواعد وضوابط کی پابند ہو گی۔جو مردانے حلقے کے خادم کے

لئے بیان کیے جا چکے ہیں ۔جس شہر یا قریہ میں زنانہ حلقہ نہ ہو صرف ایک دو عورتیں ہوں، وہاں ان عورتوں کو چاہئے کہ براہ راست شیخ سلسلہ سے توجہ لیں اور بذریعہ خط و کتابت تعلیم سلسلہ حاصل کریں ۔لیکن جن عورتوں کا کوئی محرم ، رشتہ دار حلقہ میں موجود ہو وہ اپنے اس رشتہ دار سے توجہ لیں اور تعلیم حاصل کریں ۔

طالب اور مرید

جب کوئی شخص سلسلے میں شامل ہونا چاہے تو اس کو اسی وقت بیعت نہ کیا جائے بلکہ پہلے اس کو طالب بنایا جائے یعنی اس کو سلسلے کے ذکر اذکار، تزکیہ اخلاق کے قاعدے اور دوسرے آداب وقواعد اچھی طرح سمجھا اور بتادیئے جائیں اور ایک جلد "تعمیر ملت" کی اور ایک جلد اس کتاب کی دے دی جائے اور اس سے کہہ دیا جائے کہ ان تمام باتوں پر عمل کر کے دکھاؤ۔جب تم میں آثار روحانیت پیدا ہو جائیں گے تو تم کو بیعت کرلیا جائے گا۔

☆ بیعت ہونے سے پہلے یہ شخص طالب کہلائے گا اور بیعت ہونے کے بعد مرید۔

☆ طالب کو اچھی طرح سمجھا دیا جائے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مرید ہونے کے بعد تمہاری دنیوی مشکلات دور ہو جائیں گی تو سلسلہ میں ہرگز شامل نہ ہو۔ ہاں اگر خلوص کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ کی تلاش میں ہو تو بے شک طالب بن جاؤ۔

☆ طالب کو طالب بننے سے پہلے یہ بھی بتادو کہ فقیری آسان کام نہیں ہے اس میں آزمائشیں ضرور پڑتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں کو بھوک خوف، جان و مال، کھیتی باڑی، عزت اور صحت ہر طرح سے آزماتا ہے ۔منزل مقصود پر وہی لوگ پہنچتے ہیں جو ثابت قدم رہ کر برابر اللہ اللہ کرتے رہیں ۔اس لئے اگر تم یہ مصائب برداشت کر سکتے ہو تو طالب بنو ورنہ خواہ مخواہ پریشان ہونے سے کیا فائدہ۔

☆ جب طالب ذکروغیرہ خوب زور سے کرنے لگے اور اس میں آثار روحانیت پیدا ہوجائیں تو اس کو مرید کرلو۔

☆ ذکرواذکار اور دوسرے آداب وقواعد کی پابندی کے لحاظ سے طالب اور مرید میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ اس کی نسبت شیخ کے ساتھ بہت قوی ہوجائے گی اور اس کو زیادہ فیض پہنچے گا۔ لیکن اگر وہ سلسلے کے قواعد کی پابندی بیعت ہونے کے بعد بھی نہیں کرے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

(8)

حلقۂ ذکر

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ پیچھے جو خادموں کے فرائض میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے شہر یا قریہ میں ہفتہ میں ایک دن اور ایک جگہ مقرر کر کے حلقۂ ذکر قائم کیا کریں وہ کس طرح ہوتا ہے۔ اس کے متعلق پہلی بات یہ ہے کہ یہ حلقۂ ذکر کسی بند مکان یا کمرے میں منعقد کیا جائے۔ جہاں سے حتیٰ الامکان آواز باہر نہ جائے۔ مسجدوں اور کھلی جگہ پر ہرگز نہ کرایا جائے۔ ہاں ایسے جنگل یا میدان مستثنیٰ ہیں جہاں دور دور تک کوئی نہ ہو۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ سب لوگ ایک گول دائرہ بنا کر بیٹھیں اور انہی کے ساتھ کسی جگہ خادم حلقہ یا جو شخص بھی ذکر کرائے وہ بیٹھے۔ جگہ کم اور آدمی زیادہ ہوں تو دو یا زیادہ دائروں میں لوگ بیٹھ جائیں۔ کمرے میں خوشبو کے لئے اگر بتی وغیرہ سلگا لی جائے۔ فرش ستھرا اور اُجلا ہو۔ کمرے کے دروازے بند کر دیئے جائیں اور رات کا وقت ہو تو بتی بجھا دی جائے۔ اس کے بعد پہلے ۳، ۵، ۷ یا گیارہ مرتبہ یہ درود شریف پڑھا جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

یعنی اگر زیادہ دیر تک ذکر کرنے کا وقت مل سکے تو گیارہ مرتبہ ورنہ ۳، ۵ یا ۷ مرتبہ درود شریف پڑھو۔ پھر سبحان اللہ کہو۔ سبحان اللہ کہنے کا مطلب یہ ہوگا۔ اب یہ درود ختم ہوا۔

اور دوسری چیز شروع ہوتی ہے۔ (صرف ذکر کرانے والا ہی سبحان اللہ کہے گا۔)

اس کے بعد **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کا ذکر نفی اثبات کے طریقہ سے شروع کرو۔ اور جتنا وقت ہو اس کے لحاظ سے ایک سو سے لے کر پانچ سو تک ذکر جہر کرو۔ ذکر کرانے والے کو چاہئے کہ جب لَا اِلٰـہَ کہہ کر سر کو داہنے کندھے کی طرف جھکائے تو ایک دو سیکنڈ ٹھہر کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے تا کہ دوسرے لوگ آسانی سے اس کا ساتھ دے سکیں۔ دوسرے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آواز ذکر کرانے والے کی آواز سے نیچی رکھیں ہرگز اونچی نہ ہونے دیں۔ صرف اسی ذکر میں نہیں بلکہ اس کے بعد جو ذکر ہو اس میں بھی۔

ذکر کرانے والے کو چاہئے کہ جب بیس یا پچیس مرتبہ ذکر کر چکے تو کلمہ کو پورا کر لیا کرے۔ یعنی مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللہ بھی کہا کرے۔ اس کے بعد پھر شروع کرے، ذکر کی مطلوبہ تعداد پوری ہونے کے بعد کلمہ پورا پڑھے اور سبحان اللہ کہے، اس کے بعد پھر اتنی ہی مرتبہ درود شریف پڑھے جتنی مرتبہ شروع میں پڑھی تھی۔ اس کے بعد پھر سبحان اللہ کہے۔

اس کے بعد وقت کے لحاظ سے ۵، ۷ یا ۱۱ مرتبہ:

مَالِکُ الْمُلْکِ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّاھُوْ

کا ذکر کرے۔ (یہ ذکر کرتے ہوئے اِلَّاھُـوْ کی ضرب قلب پر نہیں لگانی بلکہ اِلَّاھُوْ لمبا کر کے پڑھا جائے) پھر سُبْـحَـانَ اللّٰهُ کہے۔ اس کے بعد اسی طرح ۵، ۷ یا ۱۱ مرتبہ۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ ۔ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ ۔ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

پڑھے۔ پھر سُبْـحَـانَ اللّٰهُ کہے اگر وقت کم ہو تو اس کے بعد شجرہ پڑھے۔ شجرہ اگر کئی آدمیوں کو یاد ہو تو وہ سب مل کر پڑھیں۔ ورنہ صرف ذکر کرانے والا پڑھے دوسرے لوگ

خاموش رہیں۔شجرہ ختم ہونے پر پھر سُبۡحَانَ اللّٰہ کہے(**شجرہ آخر میں دیکھیں**)شجرہ پڑھنے سے پہلے اگر وقت ہوتو علامہ اقبالؒ کی یہ **نظم** پڑھی جائے۔

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ ، فساں لا الہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لاالہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سودوزیاں لا الہ الا اللہ
یہ مال ودولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گُل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

یہ نظم اگر کئی آدمیوں کو یاد ہوتو وہ ذاکر کے ساتھ آواز ملا کر بلند آواز سے پڑھیں ورنہ صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ساتھ دیں۔کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہر دفعہ تین مرتبہ دہرایا جائے ۔لوگوں کو چاہئے کہ جلدی نہ کریں ۔آواز ملا کر پڑھیں اور اپنی آواز ذاکر کی آواز سے نیچی

رکھیں ۔ جب یہ ختم ہو جائے تو پھر سُبْحَانَ اللّٰہ کہا جائے۔

اس کے بعد بھی وقت ہو تو پنجابی کی مندرجہ ذیل نظم پڑھو:

میں صدقے جاواں مرشد توں ، جس سبق پڑھایا الا اللہ
کر دور سیاہی اندر دی ، وچ چانن لایا الا اللہ
ساڈے مرشد دی عادت نوری اے پاس بیٹھیاں قرب حضوری اے
او ہدی رب اگے منظوری اے ، بھر جام پلایا الا اللہ
سکھ مرشد کولوں ول میاں ، تیری مشکل ہووے حل میاں
نہ راہوں بھلا چل میاں ، سانوں راہ وکھایا الا اللہ
بن مرشد قلب نہ چلدا اے ، بن پانی نہ بوٹا پھلدا اے
بن تیل نہ دیوا بلدا اے ، سانوں سبق پڑھایا الا اللہ
جیہڑا کلمہ مرشد پڑھاوے گا ، راہ جنت داہتھ آوے گا
تینوں رنگن ہور چڑھاوے گا ، پڑھ لا الہ الا اللہ

یہ نظم بھی جتنے آدمیوں کو یاد ہو وہ ساتھ مل کر پڑھیں ۔ جسے یاد نہ ہو وہ صرف الا اللہ کہنے میں شریک ہو جائے ۔ نظم ختم ہونے پر پھر سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا چاہئے ۔

☆ آخر میں شجرہ پڑھنے کے بعد ذکر کرانے والا بآواز بلند شیخ سلسلہ کا نام لے کر کہے کہ اب آپ لوگ ان سے توجہ لیں ۔ اس پر سب آدمی خاموش ہو کر بیٹھ جائیں ، دماغ سے ہر خیال کو نفی کر کے شیخ کا خیال کریں کہ اس کے سینہ سے ایک گرم برقی شعاع نکل کر ان کے سینے میں داخل ہو رہی ہے ۔ اس کی پرواہ نہیں کہ اس وقت شیخ سلسلہ چاہے ہزار میل دور بیٹھا ہو ۔ پانچ منٹ تک توجہ لی جائے ۔ اس کے بعد ذکر کرانے والا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے ۔

اب بتی روشن کردی جائے اور فاتحہ خوانی کی جائے۔

فاتحہ خوانی اور دعا

فاتحہ خوانی میں پہلے ۵، ۷، ۹ یا گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھا جائے اس کے بعد سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۃ کافرون ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص تین مرتبہ، سورۃ فلق ایک مرتبہ، سورۃ ناس ایک مرتبہ پڑھی جائے۔ اگر وقت ہو تو قرآن کریم کی اور سورتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس کے بعد پھر اتنی ہی مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہئے جتنی مرتبہ شروع میں پڑھا تھا۔

قرآن کریم کی سورتیں یہ ہیں۔

1۔ سورۃ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (1) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(2) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (3) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ (4) اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (5)
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ (7)

2۔ سورۃ کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (1) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (2) وَلَا
أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (3) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ (4)

وَلَآ أَنتُمْ عَابِدُونَ مَآ أَعْبُدُ (5) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ
(6)

3۔سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)

4۔سورۃ فلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (1) مِن شَرِّ مَا خَلَقَ (2)
وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3) وَمِن شَرِّ
النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (4) وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا
حَسَدَ (5)

5۔سورۃ الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2)
إِلَٰهِ النَّاسِ (3) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ
(4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5)
مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (6)

☆ اب حلقہ ذکر میں جو ذکر ہوا ہے اس کا ثواب اور جو سورتیں قرآن کریم کی پڑھی گئی ہیں ان کا ثواب حضور اکرم ﷺ کی روح مبارکہ کو پہنچا کر حضور ﷺ کی روح مبارکہ کے توسل سے حضور ﷺ کے تمام اصحاب کبار، تمام ائمہ بتار، تمام ازواج مطہرات، تمام آلِ اطہار، تمام شہیدانِ اسلام کی روحوں کو پہنچا کر تمام بزرگان خاندان نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور توحیدیہ کی روحوں کو بخش کر جناب حضرت رسالدار محمد حنیف خان صاحب اور صاحب زادہ عبدالہادی انصاری کی روحوں کو بخش دیا جائے

☆ ذکر کرانے والا یا کوئی دوسرا بزرگ بھائی حاضرین مجلس، سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے پیر بھائیوں، بہنوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کی مادی و روحانی ترقی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے دعا کرائے۔

☆ اس پر حلقہ ذکر ختم ہو جائے گا۔اس کے بعد ذکر کرانے والا پانی کا ایک جگ لے اور اس پر توجہ کر کے سب اہل حلقہ کو تھوڑا تھوڑا پلا دے۔

یاد رکھنے کی باتیں

☆ یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ یہ آٹھویں دن کا حلقہ ذکر صرف اس غرض سے منعقد کیا جاتا ہے کہ سب پیر بھائی آپس میں مل کر ایک دوسرے کے دکھ درد سے واقف ہو سکیں اور ان کی آپس میں محبت بڑھے۔اس لئے حلقہ ختم ہونے کے بعد خوب بات چیت کرنی اور گپ شپ اُڑانی چاہئے۔

☆ یہ بھی یاد رکھو کہ اس حلقہ سے کوئی خاص روحانی فائدہ مدنظر نہیں ہے اصل فائدہ اس ذکر میں ہے جو تم روزانہ اکیلے کرتے ہو۔اس لئے اس حلقہ کی خاطر وہ ذکر ہرگز بند نہیں کرنا چاہئے۔ ہفتہ واری حلقہ ناغہ ہو جائے تو پرواہ نہیں لیکن روزانہ کے ذکر کا ناغہ نہیں ہونا

چاہئے۔

☆ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہفتہ واری حلقہ ضروری ہے اس لئے یہ حلقہ تو کر لیتے ہیں لیکن روزانہ کا ذکر اور پاس انفاس چھوڑ دیتے ہیں ۔وہ سخت غلطی پر ہیں ان کی ہرگز روحانی ترقی نہ ہوگی۔

☆ عورتیں بھی اپنا حلقہ بالکل اسی طریقہ سے الگ کریں ۔ان کو مردوں کے حلقہ میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

حلقہ ذکر کا بیان ختم ہوا ۔اب ہم بیعت نامہ اور شجرہ خاندان عالیہ توحیدیہ لکھنے کے بعد یہ کتاب ختم کر دیں گے۔**اَلْحَمْدُ لِلّٰہ**

(9)

بیعت نامہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

میں ------(مرید کا نام) براہ راست /بدست جناب ------(مجاز کا نام) مجاز شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ جناب -------(شیخ سلسلہ کا نام) سے اس لئے بیعت ہوتا ہوں کہ مجھے اسلام کے صحیح راستہ چلنے کی توفیق ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت وقربت اور لقا میسر آئے۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے عہد کرتا ہوں کہ:

1۔ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات ہر لحاظ سے واحد اور بے مثل سمجھوں گا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کسی سے ڈروں گا، نہ توقع رکھوں گا۔ نہ کسی پیر فقیر، امام، ولی یا نبی کو کسی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا شریک جانوں گا۔ ہر قسم کی غیر اللہ پرستی کو شرک اور کفر سمجھ کر قولاً وفعلاً وخیالاً، ہمیشہ اس سے اجتناب کروں گا۔

2۔ اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کو ہمیشہ محکم سے محکم تر بنانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایمان کامل اور احسان کے مرتبہ تک پہنچ جاؤں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو تمام مخلوقات کی محبت پر مقدم رکھوں گا اور ہمیشہ بڑھاتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ اور پھر اپنے رہبر جناب -------(شیخ سلسلہ کا نام) کی محبت کو اپنا شعار بناؤں گا۔

4۔ اس بات پر یقین محکم رکھوں گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور

آخری رسول اور نبی ہیں اور یہ کہ ازل سے ابد تک کوئی بشر نیکی اور خوبی میں نہ حضورﷺ سے افضل ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

5۔ اس بات پر یقین محکم رکھوں گا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا صحیح اور آخری پیغام ہے۔اس کا ہر لفظ لازمی طور پر قابل یقین اور قابل اتباع ہے اور قرآن کریم کے ہر حکم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

6۔ اپنے کسی قول و فعل یا حرکت سے کسی انسان کو دکھ، رنج، تکلیف یا نقصان نہ پہنچاؤں گا۔غصہ اور نفرت کو قطعاً نفی کردوں گا۔عالمگیر محبت اور صداقت کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا شعار بناؤں گا لیکن جہاں محبت اور صداقت کا مقابلہ آن پڑے گا وہاں محبت کو صداقت پر قربان کردوں گا۔

7۔اپنے فرائض منصبی، حقوق اللہ و حقوق العباد کو پوری طرح ادا کروں گا اور اپنے ہادی یعنی جناب۔۔۔۔۔۔(شیخ سلسلہ کا نام) کے ہر حکم کی تعمیل بلا چون و چرا خوشی اور تندہی سے کروں گا۔خواہ اس کے مصالح اور منافع میری سمجھ سے بالاتر ہی کیوں نہ ہوں۔

8۔ اللہ تعالیٰ کو موجود، حاضر، ناظر اور سمیع و بصیر جانتے ہوئے دستخط ثبت کرتا ہوں۔

نوٹ

o اس بیعت نامہ کی ایک نقل شیخ سلسلہ کو بھیجو اور اس کو روزانہ ایک مرتبہ ضرور پڑھا کرو o

دستخط:........................ **تاریخ:**........................

(10)

شجرہ خاندان عالیہ توحیدیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خُداوَندا بسرِّ اسم اعظم　　　بِاَسمَا ء وصِفاتِ ذاتِ اَکرم

اے خدا اسم اعظم کے رازوں کے صدقے ذات اکرم کی صفات اور اسماء کے صدقے

بحَقِّ سَیِّد وسَردارِ آدم　　　مُحَمَّد ﷺ مُصطفٰے فَجرِ دو عالَم

انسانوں کے سردار اور دونوں جہانوں کے فخر حضرت محمد ﷺ کے صدقے

بحَقِّ حضرت صدِّیقِ اکبَر　　　رفیق ویار وھمرازِ پیَمبر

حضرت صدیق اکبرؓ رسول پاک ﷺ کے ہمراز دوست اور رفیق کے صدقے

بسِرِّ خواجہء سَلمان و قاسِم　　　بعزِّ جعفر اے قُدّوس و قَائِم

اے قدوس و قائم حضرت سلمانؓ اور قاسمؒ کے صدقے اور حضرت جعفرؒ کے صدقے

بحَقِّ بایزید وپیرِ خَرقان　　　اِمَام وپیشوائے اَھلِ عِرفان

حضرت بایزیدؒ اور پیر خرقانؒ کے طفیل جو اہل عرفان کے امام اور پیشوا ہیں

بمَو لانا اَبُو القَاسِم خُدایا　　　بخَواجہ بُوعلی اے ربِّ اعلیٰ

اے خدا مولانا ابوالقاسمؒ کے صدقے اے رب اعلیٰ خواجہ بوعلیؒ کے صدقے

بِاَسْرارِ ابُو یُوْسُف کہ دَانِی　　　بسوزِ عبدخَالق غِجدَوَانِی

حضرت ابو یوسفؒ کے رازوں کے طفیل جنہیں تو جانتا ہے اور حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے سوز کے صدقے

بحَقِّ خَواجہٴ عارِف خَواجہ مَحْمُود　　　کہ از عِشقِ تو یَک دَم مے نیا سُود

خواجہ عارفؒ، خواجہ محمودؒ کے طفیل کہ جو تیرے عشق میں ایک پل بھی چین سے نہ بیٹھتے تھے

بِحَقِّ آں عَلِي رَامِیْتِینِی　　　　عَزیزِ آسمَانِی وزَمِینِي

حضرت علی رامیتینیؒ کے طفیل جو زمین و آسمان کے عزیز تھے

بِحَقِّ حَضرت بابا سَمَّاسی　　　　فُروغِ شمعِ راہِ حَق شَناسی

حضرت بابا سماسیؒ کے صدقے کہ جو حق شناسی کے راستے پر شمع روشن کرنے والے ہیں

بآں سَیِّد کہ اُومِیرِ کلال اَست　　　　اَمیر وسَیِّدِ اَربابِ حال است

اس سید کے طفیل کہ جو میر کلالؒ ہیں اور جو ارباب حال کے امیر و سید ہیں

به قُطبِ آسمانِ اَرجُمَندِی　　　　بَهَاؤُ الدِّین بُخَاری نَقْشبَندِی

آسمان عزت کے قطب بہاؤالدین بخاری نقشبندی کے طفیل

بآں خَواجه عَلاؤُالدِّین عطّار　　　　به یَعقُوب و عُبَیدُاللّٰه اَحرار

خواجہ علاؤالدین عطارؒ کے صدقے حضرت یعقوبؒ اور عبیداللہ احرارؒ کے صدقے

به مَولانا محمّد زَاهدتو　　　　فقیر وعاشِقِ تو شَاهِدِتو

مولانا محمد زاہدؒ کے صدقے کہ جو تیرے فقیر عاشق اور شاہد ہیں

خداوندا بحقِّ خَواجه دَرویش　　　　مُرادِ خَواجه واُمیدِ دِلِ ریش

اے خداوند حضرت خواجہ درویشؒ کے صدقے جو مرشد کی مراد اور زخمی دل کی امید ہیں

به ذَوق وشَوقِ آں سَرشاروسَرمَست　　　　که نَامَش خَواجه اُمکِنگِی است

عشق الٰہی سے سرشار اور سرمست خواجہ املکنگیؒ کے ذوق شوق کے صدقے

خُداوندا بِحَقِّ بَاقِي باللّٰه　　　　فَنااز مَاسِوٰ یَ وبَاقِي بِاللّٰه

اے خدا باقی باللہؒ کے صدقے جو ماسوی اللہ کیلئے فانی اور اللہ کے ساتھ باقی ہیں

به شَیخ اَحمَد مُجَدِّد اَلفِ ثانی　　　　مُرادِ لامَکانِي ومکانی

شیخ احمد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صدقے کہ جو مکان و لامکاں میں رہنے والوں کی مراد ہیں

خُداوندا بحَقِّ خَواجَہ مَعصوم　　بحقِّ خواجہ سَیفُ الدِّین مخدُوم

اے خداوند حضرت خواجہ معصومؒ کےصدقے اور حضرت سیف الدین مخدومؒ کے صدقے

بحَقِّ هادیانِ دینِ احمد　　محمّد محسن و نُورِ محمد

دین محمد کی ہدایت کرنے والے محمد محسنؒ اور نور محمدؒ کے صدقے

بہ مِرزا جانِ جاناں جانِ معنی　　کہ جانِ معنی وایمانِ معنی

مرزا جان جاناںؒ کے صدقے کہ جو معنی کی جان اور معنی کی حقیقت ہیں

بہ غَین و لاَم و اَلف و مِیم عَلِی شاہ　　برائے بو سعید آن هادئ راہ

حضرت غلام علی شاہؒ کے صدقے اور بوسعیدؒ کے صدقے کہ جو دین حق کی ہدایت کرتے تھے

بآں اَحمد سعید غرقۂ نُور　　بحقِّ آں محمّد دوست مشهور

احمد سعیدؒ کے صدقے کہ جو نور میں ڈوبے ہوئے تھے اور محمد دوست مشہورؒ کے صدقے

بہ فَضل تو کہ باعَبدُ الکریم است　　تو ذُو الْفَضْلِی وفَضلِ تو عظیم است

تیرے اس فضل کے طفیل جو عبدالکریمؒ کے ساتھ ہے تو صاحب فضل ہے اور تیرا فضل عظیم ہے

بہ مولانا کریمُ الدّین احمد　　کہ مِثلَش کم بُوَد دَر دِینِ اَحمد

مولانا کریم الدین احمدؒ کے صدقے کہ دین محمد ﷺ میں ان جیسے بزرگ کم ہی تھے

بہ آں عبدُالحَکِیم اَنصاری تو　　کہ می نازد بہ قُرب وباری تو

حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے صدقے کہ جو تیرے قرب اور یاری پر ناز کرتے ہیں

بہ لُطفِ تو کہ باعبدُالستاراَست　　بہ مِهرِ تو کہ باصِدّیق ڈار است

تیرے لطف کے صدقے کہ جو عبدالستارؒ کے ساتھ ہے اور تیرے کرم کے ساتھ جو محمد صدیق ڈارؒ کے ساتھ ہے

بَقول شَیخ آں یَعقوب عارِف　　بُود در سلسلہ جانِ معارف

اس یعقوب کے صدقے جو بقول شیخ عارف ہے اور سلسلہ کے لئے جان معارف ہے

بہ بخشا بَرمنِ دَرویش ومِسکِین   اَغِثْنِیْ یا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِین

تو مجھ درویش اور مسکین کو معاف فرما، میری سن لے اے فریاد کرنے والوں کی فریادرسی کرنے والے

نَمی گویم کہ ایں دِہ یا تو آں دِہ   هر آنچه نَزدِ تو بهتر همان ده

اے خدا میں یہ نہیں کہتا کہ تو یہ دے یا وہ دے ہر وہ چیز جو میرے حق میں بہتر سمجھتا ہے مجھے عطا کر

☆☆☆☆

(11)

ضمیمہ طریقت توحیدیہ

(ازقلم! محمد صدیق ڈار توحیدی۔شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ)

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اپنی حیات ہی میں مندرجہ ذیل امور طے فرما دیئے تھے لیکن بوجوہ تحریر میں نہ آسکے۔اگر چہ ان پر تواتر کے ساتھ عمل ہو رہا ہے پھر بھی یہ مناسب معلوم ہوا کہ انہیں بھی ضابطہ تحریر میں لا کر باقی تعلیم کی طرح محفوظ کر دیا جائے تا کہ برادران انہیں سلسلہ توحیدیہ کے آئین کا حصہ سمجھتے ہوئے ان پر عمل پیرا رہیں۔

1۔ درود شریف کا ورد

بانی سلسلہؒ نے خطوط کے ذریعے یہ ہدایت جاری فرمائی تھی کہ تمام بھائی روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کریں۔درود شریف چاہے ہر نماز کے بعد تھوڑا تھوڑا پڑھ لیا کریں یا ایک ہی نشست میں یہ تعداد پوری کر لیں۔اس ورد کو پاس انفاس کے ذکر کی طرح چلتے پھرتے نہ کریں بلکہ باوضو بیٹھ کر تسبیح پر پڑھیں۔

قبلہ حضرتؒ نے فرمایا کہ کوئی سا بھی مختصر درود شریف چن لیں تا کہ مطلوبہ تعداد سہولت کے ساتھ پوری کی جا سکے۔اس حکم کے بعد ایک مرتبہ راقم الحروف حاضر خدمت ہوا تو آپ ایک چارپائی پر بیٹھے، تسبیح ہاتھ میں لئے کچھ پڑھ رہے تھے۔آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ" درود شریف پڑھ رہا تھا۔میں تو صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه " پڑھتا ہوں آپ بھی یہی پڑھ لیا کریں"۔

اگرچہ آپ نے اپنے خطوط میں بھی کئی بھائیوں کو یہی درود شریف پڑھنے کے لئے لکھا لیکن پھر بھی محولہ بالا فرمان کے مطابق بھائیوں کو درود شریف کا انتخاب کرنے کی اجازت ہے۔

درود شریف پڑھنے کی بے شمار دنیوی اور روحانی برکات ہیں۔ سب سے بڑا انعام تو حضور کریم ﷺ سے قلبی تعلق قائم ہو جانا اور روحانی فیض کا ملنا ہے۔ اس کے علاوہ درود شریف کی برکت سے دنیوی کشائش بھی حاصل رہتی ہے۔

2۔ رمضان المبارک اور مجالس ذکر

رمضان شریف کے مہینے میں افطاری، نماز مغرب اور نماز تراویح کی بابرکت مشغولیت کی وجہ سے ہفتہ وار مجالس ذکر بند کر دی جاتی ہیں۔ البتہ نزدیک رہنے والے بھائی اگر چاہیں تو باہمی ملاقات کی خاطر نماز عصر کے بعد ختم قرآن کریم اور افطاری کی تقریب منعقد کر سکتے ہیں۔ رمضان شریف کے بابرکت مہینہ میں برادران کو چاہئے کہ اپنا روزانہ والا ذکر پہلے سے بھی زیادہ ذوق و شوق سے کریں۔ اس مبارک مہینہ میں تو ہر بھائی تہجد بڑی آسانی سے پڑھ سکتا ہے اس لئے کوشش یہ ہونی چاہئے کہ نماز تہجد کے بعد نفی اثبات کا ذکر کیا جائے۔

3۔ ماہوار چندہ

جب سلسلہ توحیدیہ قائم ہوا تو شروع میں خیرات فنڈ کی رقم دو روپے ماہوار مقرر کی گئی۔ چنانچہ "طریقت توحیدیہ" کے پہلے ایڈیشن میں دو روپے ماہوار کا حکم ہی درج تھا۔ بانی سلسلہؒ کی حیات ہی میں جب دوسرا ایڈیشن چھپا تو مہنگائی میں اضافہ کی وجہ سے یہ رقم کم از کم پانچ روپے ماہوار کر دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی یہ نوٹ لکھا گیا کہ ممکن ہے یہ چندہ آئندہ زیادہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد قیمتوں کا ہر سال بڑھنا جب معمول بن گیا تو بھائیوں سے مشاورت

کے بعد قبلہ حضرتؒ نے ماہوار چندہ کی رقم ماہوار آمدنی کا اوسطاً اڑھائی فیصد مقرر فرمادی تا کہ اسے بار بار نہ بدلنا پڑے۔ چنانچہ اسی معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام بھائی اپنے اپنے حالات کی مناسبت سے اپنی خوشی سے اس کار خیر میں حصہ ڈالتے چلے آرہے ہیں۔حالات اور مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے شیخ سلسلہ ماہوار چندہ کی کم از کم رقم کا تعین کرسکتا ہے تا کہ جو بھائی اتنا بھی نہ دے سکیں ان سے چندہ ہرگز نہ لیا جائے۔

4۔ شیخ سلسلہ کی جانشینی

بانی سلسلہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ مروجہ خاندانی اور وراثتی پیری مریدی کے طریقہ کو نہایت ہی غلط اور تباہی پھیلانے والا جانتے اور اس کے سخت خلاف تھے ۔اس خرابی کو جڑ سے اُکھاڑ دینے کی غرض سے آپ نے اس کتاب میں شیخ سلسلہ کے عنوان کے تحت پیرا **25** میں یہ قانون تحریر فرمادیا۔

”شیخ کو چاہئے کہ اپنے کسی قریبی رشتہ دار مثلاً بیٹے، بھتیجے، بھانجے یا پوتے، نواسے وغیرہ کو اپنا جانشین ہرگز نہ بنائے خواہ وہ اس کا اہل ہی کیوں نہ ہو۔ایسا کرنے سے حلقہ ایک وراثتی گدی نہ بننے پائے گا“۔

قبلہ حضرتؒ نے اپنے تحریر کردہ آئین کی پابندی کر کے عملی مثال بھی قائم کردی اور اپنے کسی رشتہ دار کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بجائے **1968**ء میں عبدالستار خانؒ کو جن کے ساتھ آپ کی کسی قسم کی کوئی رشتہ داری نہ تھی، اپنا خلیفہ نامزد کردیا۔اپنے جانشین کی حیثیت سے عبدالستار خانؒ کی تقرری، سلسلہ توحیدیہ کو چلانے کے لئے طریقت توحیدیہ کو آئین قرار دینے اور غیر وراثتی گدی نشینی کو مستقل اور بنیادی اصول بنائے رکھنے کو قانونی حیثیت دینے کی لئے **1975**ء میں آپ نے اپنی وصیت تحریر فرما کر رجسٹرار حکومت پاکستان کے پاس جمع کرادی۔ اس وصیت نامہ کا **پیرا نمبر 6** جو کہ جانشینی کے متعلق ہے اس کی اصل انگریزی عبارت اور اس

کا ترجمہ برادران کی راہنمائی کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

PARA No. 6 OF THE WILL

6: I hope and pray that ABDUL SATTAR in his turn when the proper time comes, will appoint his own successor, from one outside his family, to take over his own spiritual mantle and the sole charge of the HALQA and its activities, in whatever manner he, in his sole and absolute discretion, thinks best, depending upon the situation then prevailing.

It must however be understood that the succession to the office of the spiritual head of HALQA TAUHIDYA shall always be non-hereditary and no spiritual head shall appoint a successor to this high office from out of persons who are members of his family.

The successor shall always be a person who is a total outsider and not one belonging to the family of the last spiritual Head. This shall be a cardinal principle applicable to succession to the high office of Spiritual Head of HALQA TAUHIDYA and I hope and pray that it shall be followed and adhered to strictly.

ترجمہ پیرا نمبر 6:

☆ ''میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ عبدالستار اپنی باری پر جب مناسب وقت آجائے، اپنی صوابدید پر، اس وقت کی صورت حال کے مطابق جس طریقے سے بہتر سمجھے، اپنے روحانی جبغہ، حلقہ اور اس کی سرگرمیوں کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے اپنے خاندان سے باہر کے کسی فرد کو اپنا جانشین مقرر کرے گا''۔

☆ تاہم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ حلقہ توحیدیہ کے روحانی پیشوا کے منصب کی جانشینی ہمیشہ کے لئے غیر وراثتی رہے گی اور کوئی روحانی پیشوا، اس بلند منصب کے لئے، ان اشخاص میں سے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کر سکے گا جو اس کے خاندان کے افراد ہوں

۔

☆ جانشین ہمیشہ وہ شخص بن سکے گا جو بالکل باہر کا آدمی ہو۔ نہ کہ کوئی ایسا فرد جس کا آخری روحانی پیشوا کے خاندان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رشتہ ہو۔

☆ حلقہ توحیدیہ کے روحانی پیشوا کے بلند منصب کی جانشینی کے لئے یہ بنیادی اہمیت کا اصول لاگو رہے گا۔ میں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس اصول کی پیروی کی جائے گی اور اس پر سختی کے ساتھ کاربند رہا جائے گا۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ بانی سلسلہ توحیدیہ کے احکام کے مطابق ان کے سلسلے میں وراثتی گدی نشینی کی قطعی طور پر کوئی گنجائش باقی نہیں ہے اور کوئی بھی پیر یا شیخ اپنے کسی بھی رشتہ دار کو اپنا جانشین ہرگز مقرر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شیخ کسی مجبوری یا کسی بھی دوسری وجہ سے ایسا کرے تو اس کا یہ فیصلہ سلسلہ توحیدیہ کے آئین کی صریح خلاف ورزی تصور ہوگی ۔ ایسی صورتحال میں مجازین، خادمان حلقہ اور ارکان سلسلہ کا یہ فرض ہے کہ محبت کو صداقت پر قربان کرتے ہوئے اس خلاف حق فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہ کریں کیونکہ شریعت

میں بلا چون و چرا اطاعت صرف معروف میں ہوتی ہے۔ بانی سلسلہؒ کے اپنے فرمان کے مطابق ہمارے بیعت نامے میں یہ شق صرف ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے رکھی گئی ہے نہ کہ بانی سلسلہؒ کے مرتب کردہ آئین کو توڑنے اور اپنی من مانی کرنے کے لئے ۔ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اول، انبیاء کے بعد افضل البشر اور سب سے بڑے پیر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطاب میں اس اصول کو جس طرح واضح کیا وہ امت مسلمہ کے حکمرانوں اور بزرگوں کے واسطے ایک روشن مثال بنا رہے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں ۔لیکن اگر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا پہلو نکلتا ہو تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں ۔اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے"۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ شیخ سلسلہ کے تمام احکام بلاچون و چرا ماننے اور ان پر خلوص دل سے عمل کرنے ہی سے سالکان راہ حق قرب وعرفان کی منزلیں طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں ۔مگر یہ ضروری ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حکم نہ تو قرآن کریم وسنت کے خلاف ہو اور نہ ہی سلسلہ توحیدیہ کے آئین کو نظر انداز کرنے والا ہو۔ اگر آئین کی خلاف ورزی کرنے والا شیخ حیات ہو اور وہ اپنے غلط فیصلے سے رجوع کر کے توحیدیہ آئین کے مطابق اپنا جانشین مقرر کر دے تو اسے بسر وچشم تسلیم کر لیا جائے ۔اگر شیخ کے وصال پا جانے یا کسی دوسری وجہ سے فیصلہ کی تبدیلی ممکن نہ ہو تو جانشینی کا فیصلہ شیخ سلسلہ کے عنوان کے تحت **شق نمبر 23** کے مطابق مجازین سلسلہ کے سپرد کیا جائے گا۔

5۔ پندرہ منٹ کا پاس انفاس

بانی سلسلہؒ نے اپنے آخری خطبے میں پاس انفاس کے ذکر کے بارے میں ایک ایسا نکتہ بیان فرمایا جو کبھی کسی بزرگ نے نہیں بتایا ۔اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ "قرآن کریم

کی سورت اعراف کے آخر میں بغیر آواز کے خفی ذکر کرنے کا جو حکم آیا ہے اس میں **وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ** کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی "اپنے رب کو اپنے نفس میں یاد کرو"۔ سوال یہ ہے کہ باتیں تو دل میں یاد کی جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے بجائے فی قلبك کہنے کے فی نفسك کیوں کہا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس لئے کہ نفس خواہشات کا گھر ہے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو خواہش نہ ہوتی۔ خواہش نہ ہوتی حرکت نہ ہوتی۔ حرکت نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی چہل پہل، رونق اور زندگی کے آثار نہ ہوتے اس لئے غور کیا جائے تو نفس اور خواہش مترادف الفاظ ہیں۔ اس طرح مطلب یہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو تمہارے دل میں اس کے دیدار کی خواہش بھی ہونی ضروری ہے۔ یعنی جب تم اللہ کہو تو ساتھ ہی دل میں یہ بھی خواہش ہو کہ **"اپنی لقاء سے مشرف فرما، مجھے نظر آجا، اپنا جمال جہاں آراء دکھادے"**

تو اے میرے بھائیو اور بیٹو! تم اس خواہش اور تڑپ کے ساتھ پاس انفاس کرو تو صرف پانچ منٹ کا ذکر چوبیس گھنٹے کے ذکر سے کہیں افضل ہوگا اور جو کام برسوں میں ہوتا ہے انشاء اللہ چند ماہ میں ہو جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دن یا رات میں دس یا پندرہ منٹ ایسے مقرر کرلو جب کوئی تمہارے ذکر میں خلل انداز نہ ہو۔ اب پندرہ منٹ برابر اسی طرح یہ ذکر کرو۔ ختم کرنے پر حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ پر درود شریف بھیجو پھر غور کرو کہ ذکر سے پہلے تمہاری کیا کیفیت تھی اور اب کیا ہے۔

تمام برادران سلسلہ سے میری گذارش ہے کہ پندرہ منٹ کے اس ذکر کو تعلیم کا حصہ جانتے ہوئے اسے اپنا معمول بنالیں۔ اس دوران خوب جوش وخروش سے، رفتار تھوڑی تیز رکھ کر اور جذبہ محبت کو مجتمع کر کے زوردار طریقے سے پاس انفاس کریں گے تو انشاء اللہ اوپر بیان کئے گئے فوائد ونتائج کا مشاہدہ کرلیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆